UNIVERSAL LIBRARY
OU_222304
UNIVERSAL LIBRARY

THE BOOK WAS DRENCHED

جملہ حقوق محفوظ

۷۸۶

جذباتِ اوج

یا مجموعہ کلام حصہ اول

مرتبہ

مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب اوج گیاوی

Checked 1975

جسے

تلمیذ الفقراء حاجی الحرمین الشریفین ملک محمد الدین

ایڈیٹر صوفی پنڈی بہاؤالدین

کیلئے

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں محمد اسلم خان مینیجر صوفی

نے طبع کرایا

تیرھویں صدی ہجری کے مجدد

جو اتباع سنت حضرت سرور کائنات محض اُمّی تھے لیکن آپ کو جناب رسول مقبول صلعم کی جسمی زیارت نصیب ہوئی جن کو غیب سے خوان نعمت ملا کرتے تھے۔ جن کی سواری کے جانور حرا غذا نہ کھاتے تھے۔ جب وہ نواب امیر خاں والئے ریاست ٹونک کی فوج میں بطور سپاہی کام کرتے تو انگریزی سپہ سالار فوج آپ کے ہمراہ دشمن کے دستہ میں آگیا اور جنگ سے تائب ہوا۔ جن کے دشمن آپ کو قتل کرنے آتے تو مرید دست بیعت ہو جاتے جن کے خدام کو ہمیشہ غیب سے خرچ ملتا تھا جن کی دعا سے شیعہ عالم رویا میں خود حضرت سرور کائنات روحی فداہ سے نصیحت پاکر رافض سے تائب ہوا۔ جن کی دعا سے بڑے ہوشیار رنڈیاں تائب ہو کر نیکو کار ہوگئیں۔ جو حج پر گئے تو راستے میں انگریزوں نے دعوت دی جن کی مخالفت کرنے سے بڑے ہوشیار مجنون ہو گئے جن کے ہاتھ پر ایک مالدار ہندو سیٹھ سچا خواب دیکھکر مسلمان ہوا جن کے قافلے کو غیبی اونٹوں نے عدن پہنچایا۔ غرض جن کی کرامات کا سلسلہ ایک بحر ناپیدا کنار رکھتا۔ اس بزرگ کے حالات و کرامات کیلئے آپ پونے تین سو صفحے کی کتاب **سوانح احمدی** یعنے حالات سید احمد صاحب بریلوی منگا کر ملاحظہ فرماویں۔
قیمت علاوہ محصول ڈاک دو روپے .. .. (عگار)

موت کے بعد اور قیامت سے پہلے

انسان پر کیا حالت گذرتی ہے اسکی مفصل کیفیت اگر آپ ملاحظ فرمانا چاہتے ہیں تو بواپسی ڈاک ایک جلد کتاب

برزخ

طلب فرمائیے اس میں بحوالہ اسناد قرآن مجید حدیث شریف نبوی صلعم وہ تمام باتیں درج ہیں جن کا جاننا ہر ایک مسلمان کیلئے باعث ازدیاد و تکمیل ایمان ہے۔ یہ کتاب سید محمد شاہ صاحب سابق ایڈیٹر اخبار آبرو در لاہور وحال سند صوفی کی محنت و جانکاہی کا ثمر ہے۔ صاحب موصوف علیگڈھ کالج کے ہونہار نوجوان ہیں جنہوں نے بی-اے تک تعلیم پائی ایک کامیاب دنیوی زندگی اور دنیاوی جاہ و جلال عیش و ثروت سے آپکی طبیعت ایسی اچاٹ ہوئی کہ تمام تعلقات دنیاوی اور گیرے کپڑے اوڑھکر حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہ کی مزار پاک پر معتکف ہو گئے حضرت محبوب الٰہی کے قرب نے آپکے آئینہ دل کو وہ جلا دیا جس کی تعریف الفاظ میں ادا کرنا مشکل ہے یہ کتاب اُس نورانی جلوہ کا عکس ہے جو فلسفہ جدید کے ایک ماہر نے قرآن و حدیث کی چاشنی دیکر لکھی ہے۔ گویا یہ ایک معجون مرکب ہے جس کی ایک خوراک ہی نئی تعلیم کا سواد یا دہ نئی روشنی والوں کی بگڑی ہوئی طبائع سے نکالکر ان کو بالکل صاف کر دیتی ہے جیسا کتاب کا مضمون ہے ویسا ہی کاغذ اور چھپائی میں خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف بارہ آنے (۱۲/) علاوہ محصول ہے۔ حصول ایمان و تازگی برکات کیلئے ایک نسخہ ہر ایک مسلمان کو مطالعہ کرنا چاہئے +

المشتهر

مینجر کارخانہ صوفی آسجیات ڈاکخانہ صوفی آسجیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

بہ نظرِ افتخار

یہ ناچیز پہلی تصنیف نہایت ادب سے طبقۂ بہار کے سرآوردہ
معزز اور مقتدر رئیس علم معقول و منقول و علم ادب کے متبحر اور
سخن فہم عالی جناب معلی القاب شمس العلما نواب مولوی سیّد امداد امام
صاحب بہادر متخلص بہ اثرؔ دام اقبالہ رئیس اعظم عظیم آباد کے نام نامی
سے معنون کی جاتی ہے ؞

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

خاکسار

"اوجؔ گیاوی"

۷۸۶

دیباچہ

تازہ نہیں ہے نشۂ فکر سخن مجھے
تریاکیِ قدیم ہوں دُودِ چراغ کا

چند لفظوں یا جملوں کو نطق و بیان سے مدون و مرتب کرنا شاعری نہیں ہے بلکہ یہ قوتیں اُن جذبات کے ظاہر کرنے کے ذرائع ہیں جو ہر انسان کے دل میں کم و زیادہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ قدرت نے اشرف المخلوقات کی سند دیتے وقت حضرت انسان کے دل و دماغ میں چند مفید ترین کیفیتیں پیدا کر دیں جو جذبات و خیالات کی صورت میں نطق و بیان کے ذریعہ سے کارفرما ہوتی رہتی ہیں اور اسی کا نام شاعری ہے ؛

میں شعر کہتا نہیں ہوں لیکن ذوق کلام رکھتا ہوں۔ ہر درجہ کے شعرا سے ملنے اور ہر طرح کے کلام سُننے کی عادت ہو گئی ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اچھا کلام اچھا معلوم ہوتا ہے اور معیارِ عروض سے گرا ہوا کلام دل میں کھٹک جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ کسی شعر کے اچھے یا بُرے ہونے کے متعلق کوئی ثبوت نہ دے سکوں سچی بات یہ ہے کہ مادرِ ہند کے موجودہ کئی درجن شاعروں میں مجھے بعض ہی کا کلام پسند ہے جن میں سے ایک منتخب روزگار کی جگر کاوی اور دماغ سوزی کا نتیجہ **جذبات اوج** کی صورت میں

آپ کے سامنے موجود ہے - جناب حافظ محمد یعقوب صاحب نام۔ اوجؔ تخلص -
صوبہ بہار میں دوسرے درجہ کا شہر اور ہندوستان میں سب سے زیادہ متبرک پرستش گاہ
ہنود "گیا" آپ کا مولد و مسکن ہے +

خالق عالم نے ذہانت طبع اور قوت حافظہ بہت کافی ودیعت فرمائی تھی جس کے
مبارک آثار بچپن ہی سے ظاہر ہونے لگے تیرہ ۱۳ سال کی قلیل عمر میں قرآن مجید
حفظ کیا +

حافظ کلام ربّانی ہونے کے بعد عربی۔ فارسی کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور چار
برس میں معقول استعداد پیدا کر لی یہ وہ زمانہ تھا کہ گیا میں شعر و شاعری کا بازار گرم تھا
جناب مولانا حاجی حکیم محمد عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی اور جناب شمس العلما نواب
سید امداد صاحب اثر عظیم آبادی۔ جناب مولوی فصیح احمد صاحب حشر بنیھوی۔ جناب
مولانا شاہ محمد اکبر صاحب اکبر داناپوری وغیرہ وغیرہ اساتذہ وقت اور کامل الفن شعرا کے
فیض قدم سے ہر دوسرے اور تیسرے مہینے مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ اوجؔ صاحب
کی روانی طبع ان صحبتوں کے بعد کب تھمنے والی تھی۔ جذبات شاعری بڑھے دل میں
گدگدی ہونے لگی اور رفتہ رفتہ عروس شاعری کی دلفریب اداؤں نے ان حضرت کو بھی
اپنا گرویدہ بنا لیا +

ذوق سلیم نے تحصیل علم عروض کی طرف متوجہ کیا۔ وجدان صحیح پیدا ہوئے اور
مناسبت طبع نے مزید جلا کر دی تھوڑے دنوں میں اوجؔ کی شاعری رشک و حسد کی نظروں
سے دیکھی جانے لگی۔ کچھ دنوں تک خود ہی اُستاد اور خود ہی شاگرد رہے۔ مگر اس طرح
تشفی نہ ہوئی تو اُستاد شفیق کی تلاش ہوئی اور بہت چھان بین کے بعد حضرت کوثر خیرآبادی
اُستاد اوجؔ منتخب ہوئے۔ اور واقعی یہ کچھ ایسا راس آیا جس نے اوجؔ کی شاعری کو
چار چاند لگا دیئے +

حکیم صاحب ممدوح کو بھی ناز ہے کہ اوج سا شاگرد ملا اور اوج کے اُستاد پرستی کی انتہا یہ ہے کہ جناب کوثر صاحب بغیر اصلاح کئے ہر کلام واپس کر رہے ہیں کہ اب اصلاح کی ضرورت نہیں مگر یہ حضرت تیمناً و تبرکاً بھی تقریباً ہر کلام اُستاد کی خدمت میں پیش کرتے رہتے ہیں +

میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اوج کی سادگی وانکساری نے بغیر قصد و کوشش کے اوج کو مقبول خاص و عام بنا دیا جو شہرت پسندوں کو برسوں کی جان توڑ کوششوں پر بھی نصیب نہیں ہوتا ع

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اوج نے سنہ ۱۹۰۰ء سے اخباری دنیا میں قدم رکھا اور اکثر اخبارات میں نظم و نثر لکھتے رہے۔ غزلوں کی حد نظم شاعری کو ناکافی ہوئی تو نیچرل نظموں کا ذوق ہوا۔ سب سے پہلی نظم "بے ثباتی عالم" کے عنوان سے رسالہ مخزن لاہور سنہ ۱۹۰۳ء میں چھپی۔ اس کے بعد برابر نیچرل۔ اخلاقی۔ قومی۔ ادبی نظمیں لکھیں اور دکن ریویو۔ ادیب۔ الناظر۔ العصر مخزن۔ زمانہ۔ نقاد۔ صلائے عام۔ صوفی۔ نظام المشائخ۔ اسوہ حسنہ۔ شمس۔ اخبار مساوات۔ اخبار دبدبہ سکندری وغیرہ وغیرہ رسائل و اخبارات میں شائع ہوتی رہیں ارباب نقد نے ان کی نظموں کی جس قدر قدر کی اور ان کے کلام کو جس عزت کی نگاہ سے دیکھا وہ اہل ملک سے پوشیدہ نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ؎

مضمحل ہو گئے قویٰ غالب | اب عناصر میں اعتدال کہاں

متواتر علالت نے قلب و اعصاب کے ساتھ دماغ کو بھی ضعیف کر دیا۔ مشغلۂ شعر و سخن کم ہوتا جاتا ہے۔ احباب کی فرمائش سے جبراً کچھ لکھ لیتے ہیں اور ایڈیٹران اخبار کے اصرار سے مجبوراً بھیج دیا کرتے ہیں +

خدا کرے کہ مدت دراز تک اوج کی زندگی وفا کرے ورنہ حضرت کوثر و ریاض

ومضطر کی پیرانہ سالی کے ساتھ اوجؔ کی شیخ خنت نما جوانی بھی استعفادیتی نظر آتی ہے +

خدا کا شکر ہے کہ سلسلۂ تصانیف اوجؔ کا پہلا نمبر خاص اہتمام سے طبع ہوکر قدر دانان فن کی خدمت میں حاضر ہے کلام اچھا اور شاعر قابل ہے یا نہیں اس کا بہترین معیار **جذباتِ اوج** سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے +

بقیہ تصانیف اوجؔ ہیں

سبعہ سیارہ (سات اسلامی نظموں کا نادر مجموعہ)

رباعیاتِ اوج (اخلاقی قومی ادبی رباعیوں کا مجموعہ)

دیوان اوج (غزلوں کا مجموعہ)

مرتب ہیں جن کے طبع کرانے کی کوشش ہو رہی ہے اور امید ہے کہ بہت جلد چھپکر قدردانان فن کی خدمت میں حاضر ہو سکیں گی +

ابوالشفاء حکیم محمد شمس الحسن از
گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

اے خداوند ذوالجلال و کرم — خالقِ خلق و رازقِ عالم
تو علیم و حکیم و دانا ہے — تو غفور و رحیم و یکتا ہے
تیرا دیر و حرم میں جلوا ہے — ہر جگہ وصف و ذکر تیرا ہے
باغ میں طائرانِ نغمہ سرا — کرتے ہیں صبح و شام حمد و ثنا
نغمہ زن بلبلِ خوش الحاں ہیں — قمریاں سرو پر ثنا خواں ہیں
تو نے بخشی گُلوں کو رنگینی — بُلبلوں کو صدائے داؤدی
تو نے کی ہے عطا چمن کو بہار — تجھ سے شاداب ہیں گل و گلزار
ہے ہر اک پھول میں تیری خوشبو — رنگِ قدرت کے جلوے ہیں ہر سو
تیری قدرت پہ جان و دل قربان — تیری صنعت پہ جان و دل قربان
تیری قدرت سے حُسن رعنائی — جلوا آرا ہے زیب و یکتائی
آسمان و زمین و شمس و قمر — تیری قدرت کے خوشنما منظر

کیا گلوں سے بہار گلشن ہے — کیا کواکب سے چرخ روشن ہے
ان ستاروں کا خوشنما منظر — کیا ہی دلکش ہے دلربا منظر
چرخ زریں پہ یہ نمایاں ہیں — یا شگفتہ گلِ گلستاں ہیں
یہ تماشے ہیں تری قدرت کے — پھول پھل ہیں یہ باغ صنعت کے
راز وحدت عیاں کیا تو نے — سرِّ قدرت بیاں کیا تو نے

واہ کیا شانِ کبریائی ہے — واہ کیا جلوۂ خدائی ہے
کیسے کیسے کئے بشر پیدا — ایک سے ایک افضل و اعلےٰ
علم و فضل و کمال میں یکتا — خلق و حسن و جمال میں یکتا
کیا بڑھائی ہے خاک کی توقیر — خوب چمکائی خاک کی تقدیر

تیری قدرت کا کیا کروں اظہار — تیری صنعت کا وصف ہے دشوار
تجھ کو دعویٰ بجا ہے وحدت کا — تجھ سے چمکا ہے رنگ کثرت کا
تو بڑا بے نیاز ہے یارب — والی و چارہ ساز ہے یارب
تیرے محتاج ہیں امیر و غریب — تو ہے حاجت روائے شاہ و فقیر

بحرِ غم سے مجھے بچا یارب — بگڑے کاموں کو تو بنا یارب
کشتی عمر کو لگا کر پار — کردے آسان منزل دشوار
آپڑی ہے بھنور میں ناؤ مری — اپنی رحمت سے لے خبر جلدی
ناخدا بن کے تو بچاتا ہے — ڈوبتوں کو ترا سہارا ہے

میں ہوں بندہ گناہگار تیرا
بخشدے سب قصور و جرم و خطا

ذات تیری کریم و بندہ نواز
ہم گنہگاروں کو ہے تجھ پر ناز

تیری رحمت کا آسرا کافی
اور ہے کون ناصر و حامی

اپنی رحمت سے کر ہے بیڑا پار
وقنا ربنا عذاب النار

اوجؔ کی یہ دعا ہو جلد قبول
بطفیل رسولؐ و آلِ رسولؐ

مسجد نبویؐ

واہ کیا کہنا تیرا اے مسجد عظمت نشاں
تو زمیں پر آسماں ہے آسماں پر لامکاں

اُس کے ہاتھوں سے بنا تیری بصد اعزاز شاں
بانیِ اسلام ہے جو بادشاہ مرسلاں

ایک تو ہے اور اک کعبہ ہے ابراہیم کا
حکم شارع نے دیا ہے دونوں کی تعظیم کا

کعبے میں اک لاکھ رکعت کا جو ملتا ہے ثواب
اس کے آدھے اجر سے ہوتے ہیں تجھ میں بہرہ یاب

قبلہ ثانی ہے تیرا اور تو ہے قبلے کا جواب
تیری مدح و وصف سے قاصر زبان شیخ و شاب

اُس سے نسبت ہے تیری جو عرش کا سرتاج ہے
سب رسولوں کا شہنشہ صاحب معراج ہے

عرش کے ہمپایہ ہیں تیرے ستون استوار
تیری محرابوں پہ صدقے آسماں پرکار وار

کیا مصفّا ہیں در و دیوار و سقفِ زرنگار
جلوہ گر ہے جن سے شانِ صنعتِ پروردگار

ہوتے ہیں شمس و قمر صدقے مناروں پر تیرے
آسماں شام و سحر صدقے مناروں پر تیرے

پنجگانہ بجتی ہے نوبت اذاں کی مرحبا
عرش سے اللہ اکبر ہے تیرا رتبہ بڑا

نام اونچا ہے تیرا کونین میں صبح و مسا ۔ تیرے پہلو میں ہے روضہ شاہ کا صلِّ علیٰ

درمیانِ روضہ و منبر ہے جنت کا چمن
جس پہ شاہد ہے حدیثِ[عہ] حضرتِ شاہِ زمن

مسجدیں جتنی ہیں اُن سے تیری عظمت ہے سوا ۔ شان تیری ارفع و اعلیٰ ہے شوکت ہے سوا
کل عمارات جہاں سے تیری عزت ہے سوا ۔ چرخ کے ساتوں طبق سے اوج و رفعت ہے سوا

تیرے در پر اوج بھی ہے سر بسجدہ با ادب
فرض ہے ہر مومن و دیندار پر تیرا ادب

آئینۂ ہستی

واہ کیا ہے شان تیری اے میرے پروردگار ۔ قدرتوں پر جان صدقے رحمتوں پر دل نثار
کیسی پیاری صورتیں تو نے بنائیں دلفریب ۔ باغِ عالم میں تیری گلکاریاں ہیں آشکار
قطرۂ ناچیز کو دریائے بے پایاں کیا ۔ ایک مشتِ خاک کو تو نے یہ بخشا افتخار
کیسے کیسے تو نے انساں خلق میں پیدا کئے ۔ فاقہ کش ۔ محتاج ۔ مفلس ہیں تو کوئی تاجدار
اک پھٹے کمبل میں کوئی بیخود و سرشار ہے ۔ ہے کسی کی زیبِ سر تاج و کلاہ زرنگار
بیکس و ناچار ہے افلاس کے ہاتھوں کوئی ۔ مال و زر رکھتا ہے اپنے پاس کوئی بیشمار
دیکھ کر نیرنگئ عالم کی حالت چارسو ۔ انقلابِ دہر سے ہم ہو رہے ہیں بیقرار
حالِ دنیا نے کیا ہے دل کو برسوں پائمال ۔ کیوں نہ چہرے سے ہجوم و یاس و غم ہو آشکار
گلشنِ ہستی میں یوں شبنم کو گریاں دیکھ کر ۔ حضرتِ غالب کا پڑھتا ہوں میں مطلع باربار

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

عہ ما بین قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ

سرزمین وطن

اے وطن کی سرزمیں کتنی بہار افزا ہے تو
باغ عالم میں شگفتہ اک گل رعنا ہے تو

واقعی میرے لئے کاشانۂ جنت ہے تو
موجب عیش و طرب سرمایۂ راحت ہے تو

تجھ سے حاصل ہیں مجھے دنیائے فانی کے مزے
لوٹتا ہوں میں بہار زندگانی کے مزے

اے وطن کی سرزمیں اے گلشن عیش و نشاط
اے بہار بےخزاں اے آسمان انبساط

تو ہے کوئی حور پیکر یا حسین مہ جبیں
مجھ کو تڑپاتی ہے تیری ہر ادائے دل نشیں

عیش و عشرت میں رہوں یا بزم راحت میں رہوں
رنج و غم یا حسرت و اندوہ کلفت میں رہوں

میری آنکھوں کو گوارا کب ہے روپوشی تیری
غیر ممکن ہے مرے دل سے فراموشی تیری

جاگزیں ہے یاد تیری ہائے اس غربت میں بھی
عمر بھر بھولا نہ تجھ کو عیش اور راحت میں بھی

وہ نسیم روح پرور وہ ہوائے خوشگوار
وہ شمیم عنبر افشاں وہ بہار لالہ زار

سحر آگیں ہائے دلکش نغمہائے عندلیب
وہ تر و تازہ چمن وہ نالہائے عندلیب

ہائے کیونکر بھول سکتا ہے مرا رنجور دل
ہو گیا ہے بادۂ الفت سے چکنا چور دل

تو بہار بےخزاں ہے او وطن کی سرزمیں
غیرت قصر جناں ہے او وطن کی سرزمیں

عالم غربت میں گو حاصل ہو مجھ کو انبساط
بادۂ عشرت سے گو لبریز ہو جام نشاط

سرزمین غیر کا دلکش ہو گو رنگ بہار
گو دکھائیں نو عروسان چمن اپنا نکھار

آہ ان میں تیری رعنائی کہاں سے آئیگی
دل ربائی جلوہ آرائی کہاں سے آئیگی

چاندنی

غنچۂ دل کو کھلا جاتی ہے آکر چاندنی
ہے برنگ موسم گل روح پرور چاندنی

ہیں زمین و آسماں روشن وفور نور سے
شکل روئے یار ہے کیا نور گستر چاندنی

آسماں سے ہے جھا جھم بارشِ نور و ضیا
نور کا دریا رواں ہے یا زمیں پر چاندنی

آسماں پر ہے ستاروں سے فروغِ نور ماہ
چار سو سطحِ زمیں پہ جلوہ گستر چاندنی

گلشنِ دنیا میں یہ رنگیں بہاریں تجھ سے ہیں
نور کی مورت ہے تو اے ماہ پیکر چاندنی

واہ وا کیا عجز ہے کیا خاکساری طبع میں
بچھ گئی سطحِ زمیں پر فرش بن کر چاندنی

مرمٹوں پر رکھتی ہے لطف و عنایت کی نظر
ڈالتی ہے قبر پر رحمت کی چادر چاندنی

سچ تو یہ ہے کیا لکھے کوئی تیری مدح و ثنا
آئی ہے تو نور کے سانچے میں ڈھل کر چاندنی

آشکارا ہے جہاں میں صنعتِ پروردگار
روز روشن ہے نمایاں قدرتِ پروردگار

صورتِ رخسار روشن پُر ضیا ہے چاندنی
باغِ عالم میں بہارِ جاں فزا ہے چاندنی

کھینچ لیتی ہے دلوں کو مہ جبینوں کی طرح
واہ کیا دلکش ہے کیسی دلربا ہے چاندنی

اے قمر تیری ضیائے حسن ہے گر دلفریب
پیاری پیاری روح افزا دلکشا ہے چاندنی

ہر روش پر کیوں نہ اتراتی پھرے بادِ صبا
شام ہی سے باغ میں رونق فزا ہے چاندنی

ہے نمونہ قدرتِ صانع کا ہر سو آشکار
مظہرِ انوارِ حق شانِ خدا ہے چاندنی

اے قمر تیری تجلی رُخِ پر نور سے
مثلِ شمعِ طور کیا جلوہ نما ہے چاندنی

غنچۂ خاطر کھلے جاتے ہیں کلیوں کی طرح
کس قدر ہے دلکشا کیا پرفزا ہے چاندنی

باغ میں جوشِ طرب سے بلبلیں ہیں نغمہ زن
ہو مبارک آج کیا عشرت فزا ہے چاندنی

آشکارا ہے جہاں میں صنعتِ پروردگار

روز روشن ہے نمایاں قدرتِ پروردگار

ابر بہار

چمن میں آج نسیمِ سحر کی ہے یہ پکار
خزاں کے دن گئے صد شکر آئی فصلِ بہار

خوشی سے پھولے سمانی نہیں ہے جامے میں
برنگ لالہ و گل آج عندلیبِ زار

چمن میں جب یہ نوید طرب فزا پہنچی
وفور شوق میں سب جھومنے لگے اشجار

ہرے بھرے ہیں چمن میں وہ برگہائے شجر
گمان جن پہ زمرد کا ہوتا ہے ہر بار

وہ سرخ شعلہ بھبوکا گلاب کا غنچہ
کہ جس کے رشک سے جلتا ہے لعل شکل چنار

اسی طرح ہیں ہزاروں چمن میں خودرو پھول
جو اپنے حسن کی دکھلا رہے ہیں سب کو بہار

کہیں ہے جوہی۔ کہیں مونیا۔ کہیں بیلا
کہیں گلاب۔ کہیں نسترن۔ کہیں ہے انار

نسیم صبح کے جھونکوں سے قطرۂ شبنم
مثال گوہر شہوار ہو رہے ہیں نثار

وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے گلشن میں
کہ جس کے جھونکوں سے بشاش ہوں دل بیمار

وہ جھوم جھوم کے آنا گھٹا کا ہر سو سے
ٹھہر ٹھہر کے برسنا وہ ابر کا ہر بار

وہ شاخ گل پہ عنادل کے چہچہے دلکش
وہ شاخ سرو پہ رہ رہ کے قمریوں کی پکار

وہ بار بار پپیہوں کا پی کہاں کہنا
وہ کوئلوں کا درختوں پہ کوکنا ہر بار

عجیب فصل ہے برسات کی بھی صل علیٰ
درود پڑھنے کے قابل ہے صنعت غفار

جلوۂ صبح

رحم کر پھول پلا اے گل رعنا ساقی
صبح ہونے کو ہے ہوں شام سے پیاسا ساقی

دور پر دور ہو گردش میں رہے جام سحر
مئے گلرنگ پیا پئے چلے ہنگام سحر

بھر دے ہاں بادۂ گلرنگ سے وہ جام بلور ‎— نور آنکھوں کا بڑھے قلب کو حاصل ہو سرور
صحن گلشن میں نسیم سحری آئی ہے ‎— مژدۂ عیش و طرب روح فزا لائی ہے
وہ فرح بخش ہوا اور وہ فضائے گلزار ‎— سبز و شاداب چمن اور شگفتہ اشجار
مشکافشاں ہیں گل و سنبل و ریحان و سمن ‎— صحن گلشن ہے بسا صورتِ صحرائے ختن
نغمہ زن باغ میں سرمست ہیں مرغان چمن ‎— نو عروسان چمن پر ہے غضب کا جوبن
تازہ انداز سے چلنے جو لگی باد سحر ‎— بن گئی دل کی کلی کھل کے جواب گل تر
دلکشا جھونکے ہوا کے جو چلے جاتے ہیں ‎— غنچے بھی فرط مسرت سے کھلے جاتے ہیں
قطرے شبنم کے ڈھلکتے ہیں کہ غلطان گوہر ‎— شجر طور بنے نور سے اوراق شجر
برگ گل پر در شبنم ہیں کہ ہیں دُرِّ عدن ‎— واہ رے حسن دل آویز عروس گلشن
جلوہ گر پردۂ مشرق سے جو ہے مہر منیر ‎— جلوۂ نور سے معمور ہوا چرخ اثیر
واہ کیا مہر درخشاں کی ضیا پھیلی ہے ‎— چاندنی نور کی ہر چار طرف بچھی ہے
عرش سے فرش زمیں تک ہوا روشن پر نور ‎— ذرے ذرے سے ہوا جلوۂ قدرت کا ظہور
نور کا خط شعاعی نے جو خلعت پہنا ‎— مشرقستان تجلی بنی ساری دنیا
کیا کرشمے ہیں ترے اے چمن آرائے جہاں ‎— دشت ویران بیابان بنے باغ رضواں

واہ کیا شان ہے اللہ رے قدرت تیری
حبذا صانع کونین یہ صنعت تیری

بے ثباتی عالم

فقیروں کو کبھی آنکھوں سے دیکھا ہے غنی ہوتے ‎— کبھی اہل دول کو ہم نے بے اسباب دیکھا ہے
کبھی نہروں کو دیکھا ہم نے بالکل خشک ہو جاتے ‎— کبھی دریا میں آتے یک بیک سیلاب دیکھا ہے
کبھی محو طرب یاروں کو دیکھا بزم شادی میں ‎— کبھی احباب کو با دیدۂ پر آب دیکھا ہے

کبھی فصلِ بہاری میں بھی افسردہ چمن پایا — کبھی فصلِ خزاں میں باغ کو شاداب دیکھا ہے
بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے ان کو ایک خرمہرہ — کبھی ہاتھوں میں جن کے گوہرِ خوش آب دیکھا ہے
کبھی جن مفلسوں کو بوریا مشکل سے ہاتھ آیا — انہیں کے گھر میں فرش قاقم و سنجاب دیکھا ہے
کبھی آزاد پایا دل کو دیکھی بے ثباتی جب — کبھی اپنے کو محوِ عالمِ اسباب دیکھا ہے

بہت دن تک رہے ہیں آج اس قصرِ طلسمی میں
بہت کچھ ہم نے حالِ عالمِ اسباب دیکھا ہے

گلاب

اے گلِ شاداب اے شمعِ شبستانِ چمن — کتنا دلکش ہے تیرا رنگ بہارِ جاں فزا
مثلِ پروانہ گرے پڑتے ہیں مرغانِ چمن — کیا فسوں سازی ہے تیری کیا ادائے دلربا

شاہدِ حسنِ ازل کا تجھ سے جلوہ ہے عیاں — ہلکی ہلکی ہے وہ تیرے روئے رنگیں پر نقاب
روح پرور ہے وہ تیری نکہتِ عنبر فشاں — خوبی و رعنائی میں دلچسپ ہے تو اے گلاب

تیری بھینی بھینی خوشبو پھیل جاتی ہے تمام — چھیڑتی ہے جب تجھے موجِ نسیمِ خوشگوار
صحنِ گلشن میں تیرا اللہ رے جاہ و احتشام — تجھ پہ چرخِ پیر کرتا ہے دُرِ شبنم نثار

گلعذاروں کے کبھی جوڑے میں پائی ہے جگہ — اور کبھی گلدستۂ بزمِ سلیمانی بنا
باغ میں دکھلا گیا اپنی بہاریں چار سو — اور کبھی تو زینتِ کاشانۂ راحت ہوا

اے گلِ تر روح پرور کیا بہار افزا ہے تو — حسنِ دل آویز پر تیرے ہے بلبل جان نثار

باغِ عالم میں شگفتہ اک گُل رعنا ہے تو
کیا فضا ہے تیری دلکش کیا بہارِ لالہ زار

شعلہ جوالہ تو ہے یا شرار آتشیں
ساغر بلوریں یا بادۂ احمر ہے تو

صحن گلشن میں اتر آیا ہے یا مہر مبیں
یا حسینِ لالہ رو یا شاہد دلبر ہے تو

حسن و رعنائی میں اب تجھ سے نہیں بہتر کوئی
جلوۂ حسن ازل تجھ سے ہوا ہے آشکار

جلوۂ قدرت کا تو دلچسپ ہے منظر کوئی
آج کو تجھ میں نظر آتی ہے شان کردگار

بہارِ صبح

واہ کیا پُر فضا ہے صبح بہار
واہ کیا دلفریب ہیں اشجار

ہر طرف ہے شگفتہ لالہ و گل
ہے چمن پر غضب کا آج نکھار

شاخ گل پر ہے بلبلوں کا ہجوم
کر رہی ہیں ستائش غفار

کیا ہیں پُر درد نالہ قمری
کیسے دلکش ہیں نغمہائے ہزار

اس کے نالوں پہ دل جگر صدقے
اس کے تانوں پہ روح و جاں ہے نثار

کہیں طوطی کی پیاری دلکش صوت
کہیں کوئل کا کوکنا ہر بار

کہیں وہ شور و غل پپیہوں کا
کہیں وہ نالہ ہائے بلبل زار

کیا ہی دلکش ہے صبح کا عالم
رشک جنت تختۂ گلزار

باغ میں طائران نغمہ طراز
شادمانی کے گا رہے ہیں ملار

جس طرف دیکھو پُر فضا ہے سماں
سبز و خنداں شگفتہ ہیں اشجار

کہیں بیلہ۔ چمیلی۔ جوہی ہے
کامنی کیتکی۔ کہیں ہے چنار

کہیں شبو کہیں گلاب کے پھول
کہیں نسرین و نسترن کی بہار

کیسے سرسبز ہیں نو نہال چمن　　کیسے شاداب ہیں گل و اشجار
نہ خزاں کا کہیں ہے نام و نشاں　　باغ سیراب ۔ سبز ہیں اشجار
وہ کیا دلفریب منظر ہے　　واہ کیا پُر فضا ہے صبح بہار

مرحبا مرحبا نسیم سحر　　ہے قیامت کا آج تجھ پہ نکھار
کیسی متوالی چال ہے تیری　　کتنی مستانہ ہے تیری رفتار
قہر ہے جھوم کر ترا چلنا　　ہے نمک پاش سینۂ افگار
کبھی کلیوں کو گدگدا دینا　　کبھی غنچوں کا چھیڑنا ہر بار
چل رہی ہے نسیم عنبر بیز　　جس سے بشاش ہیں دلِ بیمار
قطرے شبنم کے سونے والوں کو　　خواب راحت سے کرتے ہیں بیدار

لیجئے وہ گجر لگا بجنے　　آسماں پر ہیں صبح کے آثار
سنکھ بجنے لگے شبوالوں میں　　مسجدوں میں ہوئی اذاں کی پکار
عابدوں کے بھی بڑھ چلے ہیں قدم　　تاکہ ہوں محو طاعتِ غفّار

تیرگی شب کی ہو گئی کافور　　بن گیا چرخ مطلع انوار
زر انجم نثار کرنے لگا　　شہ خاور پہ چرخ مینا کار
نکلا کس تمکنت سے مہر منیر　　ہاتھ میں لیکے تیغ آتش بار
اس کی کرنیں تمام پھیل گئیں　　ہوا سارا جہاں کرۂ نار
پھول کملا گئے تمازت سے　　لوں سے مرجھا گئے تمام اشجار
اب گلوں میں شگفتگی نہ رہی　　ہوئی پامال سب چمن کی بہار

کیا ہوا دلفریب وہ منظر	کیا ہوئی اب وہ رونق و گلزار
کیوں ہے خاموش عندلیب چمن	کیا ہوئی اس کی شوخیٔ گفتار

واہ کیا شان کبریائی ہے	صنعتوں کا نہیں ہے اسکی شمار
نہ قلم میں ہے تاب حمد و ثنا	نہ زباں میں ہے طاقت گفتار
آسمان و زمین و شمس و قمر	ان سے ظاہر ہے صنعت غفّار

اے میرے ذوالجلال والاکرام	تو ہی قادر ہے صانع مختار
تیری قدرت کے سب کرشمے ہیں	روز روشن ہو یا کہ ہو شب تار
گلشن دہر میں ثبات نہیں	کسی شے کو یہاں نہیں ہے قرار
اس کی آرائشوں پہ محو نہ ہو	ہیں طلسمی جہاں کے نقش و نگار

ہے یہ دنیا سرائے فانی آوج
زیست کا موت پر ہے دارومدار

علم و شاعری

اے علم ہے تجھی سے نقش و نگار ہستی	ہے گلشن جہاں میں تجھ سے بہار ہستی
تو آفتاب بن کر ہر سمت سے ہے منوّر	تیرے ہی یہ تجلی پھیلی ہوئی ہے گھر گھر
اسرار قدرت حق تو نے کئے ہویدا	شان جمال مطلق ہے تجھ سے آشکارا
مخلوق کے دلوں پر تیرے ہیں سکے بیٹھے	چاروں طرف جہاں میں بجتے ہیں تیرے ڈنکے
کشت امید انساں نزہت فزا ہے کیا کیا	باغ مراد تجھ سے پھولا پھلا ہے کیا کیا
تو بوئے گل کی صورت پھیلا ہوا ہے ہر سو	ہر ہر دماغ میں ہے تیری بسی ہوئی بو

آنکھوں کو نور تجھ سے دل کو سرور تجھ سے | شانِ جمالِ مطلق کا ہے ظہور تجھ سے
مشکل جو مسئلے تھے حل کر دیئے ہیں کیسے | ہر فن کے تو نے کھولے دشوار فہم عقدے
اے علم تجھ سے کیا کیا انساں نے فیض پائے | حاصل ہوئے ہیں رتبے کیا کیا بڑھے ہیں پائے
سعدی و انوری و خاقانی و نظامی | فیضی - امیر خسرو - حافظ - ظہیر - جامی
بیدل - غنی و عرفی - صہبائی و وصالی | صائب - حزین - ظہوری - قاآنی و ہلالی
آتش - انیس - ناسخ - غالب - وزیر - سودا | داغ و امیر و ذوق و جرأت - اسیر - انشا
تو نے کمال ان کو جو کچھ عطا کیا تھا | اس سے رواں ہے اب تک فیض سخن کا دریا

جو مٹ گئے ہیں ان کا تجھ سے ہے نام باقی
ہے یادگار ہستی اب تک کلام باقی

گورِ غریباں کی شام

اللہ رے انقلاب کہ دن ہو گیا تمام | رنگ شفق سے لایا ہے گردوں پیام شام
خورشید جا کے پردۂ مغرب میں چھپ گیا | چھایا ہے سر پہ سایۂ لیلائے تیرہ فام
باغ جہاں میں شام کی آمد ہے ہر طرف | پھیلی ہوئی ہے بوئے گلِ مشکبو تمام
ہیں ڈالیاں بھی طاعتِ رب ودود میں | سجدے رکوع کرتی ہیں جھک کر کبھی سلام
اڑ اڑ کے طائرانِ خوش الحاں بھی جاتے ہیں | کرنے کو آشیانوں میں اپنے بسر شب تمام

یارو چلو تو منزلِ اول کو دیکھ لیں | ہوتے رہیں گے یونہیں ملنے کے سارے کام
دیکھو تو چل کے شہر کے باہر ہے کیا سماں | اک قافلے کا کب سے ہے ویرانے میں قیام

کیا ہم بتائیں گورِ غریباں ہے کیا جگہ | تکیہ ہے حسرتوں کا تو عبرت کا ہے مقام

ہر سمت یاس و غم کی ہے چھائی ہوئی گھٹا
اس پر غضب ہے بیکسی و تیرگی شام

قبروں کے ٹوٹے پھوٹے جو ہیں جا بجا نشان
دیتے ہیں یہ نشان کہ یہ تھے شاہ نیکنام

عبرت کا ان سے ناموروآج لو سبق
بیکار ہیں تمہیں ہوس جاہ و احتشام

فانی ہے بزم دہر ٹھہرنے کی جا نہیں
دنیا میں آکے اوج کوئی بھی رہا نہیں

زندگی

اے بہار زندگی اے مایۂ عیش و نشاط
تیرے ہی دم سے ہے وابستہ سرور وانبساط

کتنا خوش آئند ہے اے زندگی منظر تیرا
کتنی دلکش دلربا ہے یہ بہار جانفزا

حیف باغ زندگی تجھ میں نہیں رنگِ ثبات
ایک جھونکے میں تیری مٹجائیگی کل کائنات

چند روزہ ہے یہ تیری خوبی و حسن و شباب
یہ بہار روح افزا آہ ہے مثل حباب

اے میری روح رواں اے میری پیاری زندگی
رہ نہیں سکتی ہمیشہ گرم بازاری تری

برق کے مانند ہے اس دہر میں تیرا شباب
ایک لمحہ میں تیری معدوم ہے سب کائنات

تو شگفتہ پھول کے مانند ہے اے زندگی
صدمۂ باد خزاں سے ایک دن مٹ جائیگی

دیکھتے ہیں چشم عبرت سے تجھے اہلِ نظر
تجھ سے لیتے ہیں فنا کا ہم سبق شام و سحر

بیوفا ہے کچھ نہیں تیرا بھروسہ زندگی
گلشن ہستی سے تو اک دن فنا ہو جائے گی

پھر نہیں باقی رہیگا بوئے الفت کا نشان
نیست ہو جائیگا باغ محبت کا نشان

چشمِ عبرت سے ہمیشہ دیکھ تو حالِ بشر — زندگانی کا بھروسہ کچھ نہیں اے بے خبر
ہیں نہایت پُر خطر دنیا میں راحت کے مزے — زہرِ قاتل سے نہیں کم جامِ عشرت کے مزے

یہ سُراب زندگی ہے اس کی الفت کچھ نہیں — ظاہری ہے اس کی آرائش یہ زینت کچھ نہیں
زندگی انسان کی اک ہستیِ موہوم ہے — یہ نشاط و عیشِ دنیا غافلو معدوم ہے

اسیرِ قفس

فصلِ گل تم کو مبارک اے جوانانِ چمن — ہیں شگفتہ لالہ و نسرین و ریحانِ چمن
مجھ کو قسمت کھینچ لائی خانۂ صیاد میں — کیا سُناؤں دردِ دل اے نوجوانانِ چمن
لوٹتا رہتا تھا ہر دم لالہ و گل کی بہار — عیش و عشرت سے رہا کرتا تھا مہمانِ چمن
دیکھتی تھی پیار سے نرگس مجھے آٹھوں پہر — دل میں سمجھی تھی مجھے روحِ چمن جانِ چمن
شاخِ گل پر آشیاں میں تھا بصد راحت مقیم — لوٹتا تھا میں بہارِ نو عروسانِ چمن
غنچۂ دل میرا کھل جاتا تھا کلیوں کی طرح — دیکھتا تھا جب بہارِ صبح خندانِ چمن
وہ نسیمِ صبح دلکش وہ ہوائے خوشگوار — ہر طرف نکھرے ہوئے وہ نونہالانِ چمن
ہائے اب صیاد کے ہاتھوں پڑا ہوں قفس میں — آہ مجھ سے چھٹ گئے سب میرے یارانِ چمن
یاد آتے ہیں جو ایامِ گذشتہ کے مزے — خون کر جاتے ہیں میرے دل کا ارمانِ چمن

میرے دل میں ہر گھڑی ہے یوں چمن کی آرزو
جیسے غربت میں مسافر کو وطن کی آرزو

ہمصفیرو ہو گیا کیا انقلابِ آسماں — اوجھل آنکھوں سے گلستاں دور میرا آشیاں
پنجۂ صیاد سے اب چھوٹنا دشوار ہے — آہ میں کنجِ قفس میں ہو گیا ہوں نیم جاں

بال و پر میں طاقت پرواز ہے باقی نہیں — ہے عبث گر چھوڑ دے صیاد ہو کر مہرباں
حسرت و اندوہ و کلفت سے یہ حال زار ہے — ہو گیا ہے مثل رگ کاہ جسم ناتواں
ظلم ڈھا کر خوب دل کے حوصلے پورے کئے — ہائے تجھکو اب بھی رحم آتا نہیں اے آسماں
ہائے ننھے ننھے بچوں پر نہ آیا تجھ کو رحم — کیا خبر کس حال میں ہونگے وہ بیکس خستہ جاں
ظلم سے صیاد کے کنج قفس میں ہوں اسیر — ہمصفیروں کو مبارک ہو بہار بوستاں
میں بھی تھا اک وقت میں پروردۂ ناز و نعم — نغمہ سنجی کا مرے غل تھا میانِ گلستاں
آہ میں عیش گذشتہ کا کہانتک غم کروں — چرخ ظالم کی غضب ہیں تفرقہ پردازیاں
موسم گل میں پھنسایا خانۂ صیاد میں — کیا کہوں اے آج میں پُر درد اپنی داستاں

عندلیب نو گرفتارم چمن گم کردہ ام
چوں اسیر غربتم راہ وطن گم کردہ ام

نیرنگِ دنیا

اے بزمِ جہاں کے رہنے والو — اے شمع حیات کے پتنگو
کس سوچ میں ہو خیال کیا ہے — معلوم تو ہو ملال کیا ہے
دیکھو تو ذرا نظر اٹھا کر — دنیا کے دلفریب منظر
گلزارِ جہاں کا رنگ بدلا — بلبل نے نغاں کا ڈھنگ بدلا
غنچوں میں نہ وہ چٹک ہے باقی — پھولوں میں نہ وہ مہک ہے باقی
سنبل ہے موبہ مو پریشاں — غلطاں پیچاں ہے عشق پیچاں
چشم نرگس ہے محوِ حیرت — سوسن کی بدل گئی ہے حالت
کوئل کے وہ جانفزا ترانے — بلبل کے وہ دلکشا ترانے
قمری کی وہ خوشنوا صدائیں — طوطی کی وہ دلربا صدائیں

دلکش وہ ترانے ہو گئے کیا | کیوں صحن چمن ہے دشت و صحرا
سنسان فضائے گلستاں ہے | ویران ہر ایک آشیاں ہے

اے طائر خوشنوا ادھر آ | کس دھیان میں ہے بتا ادھر آ
تصویر کی شکل کیوں ہے خاموش | بھولا کیا نغمہائے پُر جوش
ہاں چھیڑ کوئی نیا ترانہ | دلچسپ کوئی سُنا فسانہ
کیوں آج ہے تو خموش اتنا | ہے رنج و ملال کا سبب کیا
نقشہ بدلا ہے کیوں جہاں کا | بے رنگ ہے رنگ آسماں کا
چھائی ہر سمت ہے اُداسی | ہر شے سے عیاں ہے بے ثباتی
خاموش ہے آج باغباں بھی | چپکا بیٹھا ہے پاسباں بھی

اے سیر چمن کو جانے والو | اے عیش طرب منانے والو
بگڑا ہوا رنگ ہے جہاں کا | بے طور ہے ظلم آسماں کا
خواب غفلت سے اب تو چونکو | کب تک سوؤ گے آنکھیں کھولو
یہ حسن و جمال و نوجوانی | ہے مثل حباب بحر فانی
عیش و عشرت کے ساز و ساماں | دو چار گھڑی کے سب ہیں مہماں
اس شان و شکوہ پر نہ بھولو | اس حشمت و جاہ پر نہ بھولو
عبرت کی نگاہ سے محبو | دیکھو نیرنگئے جہاں کو
انسان کی ہے عجیب حالت | جس سے ہوتی ہے دل کو عبرت

اے باغ سخن کے خوشہ چینو | اے علم و ہنر کے مکتب چینو

فردوسی و طوسی و غزالی | صہبائی و بیدل و وصالی
خاقانی و فیضی و ہلالی | قاآنی و انوری - جلالی
سعدی - حافظ - ظہیر - جامی | باقی ان کے ہیں، نام نامی
تھے ملک سخن کے جو شہنشاہ | پیوند زمیں ہوے وہ ذیجاہ

اے شاہد عشق تو کہاں ہے | کس ملک میں جا کے تو نہاں ہے
چرچے نہ رہے وہ عاشقی کے | سب خاک میں ملگئے وہ نقشے
باقی ہے فقط ترانۂ عشق | ہے وردِ زباں فسانۂ عشق
شیریں کا پتہ نہ کوہکن کا | بےنام و نشاں نہ نل دمن کا
وامق عذرا بھی بےنشاں ہیں | مجنوں لیلےٰ بھی بےنشاں ہیں
دنیا میں نہیں نشاں ہے باقی | پر عشق کی داستاں ہے باقی

اے باغ جہاں کے نونہالو | گھر سے باہر قدم نکالو
نیرنگیٔ دہر کے یہ منظر | بازیچۂ طفل ہیں سراسر
ہستی کا وجود کچھ نہیں ہے | فانی ہر چیز بالیقیں ہے
اے اوج طلسم کا ہے نقشہ | عبرت کی جگہ ہے بزم دنیا
اس پر تم کو عبث ہے غرہ | دلکش یہ سماں چند روزہ
ہر چیز فنا ضرور ہوگی
اک ذات خدا رہیگی باقی

گرمی کا موسم

آہ وہ شدت کی گرمی ہے کہ ہیں سب خستہ جاں — سوزش دل سے جلے جاتے ہیں تن میں استخواں
کم نہیں ہے شعلۂ نار جہنم سے یہ دھوپ — دہر کی ہے وہ تمازت یا الٰہی الاماں
ہو گیا ہے اب تو سڑکوں پر قدم رکھنا محال — شعلۂ جوالہ بن کر ہے زمیں آتش فشاں
دن ہی کو آرام ملتا ہے نہ ہے شب کو قرار — گرمی اور لوں کی وہ شدت کہ ہیں سب نیم جاں
ہو رہے ہیں آجکل سوز نہاں سے سب نڈھال — گرم بازاری دکھاتی ہیں غضب کی گرمیاں
ہر در و دیوار سے ہیں آگ کے شعلے بلند — بن گئے ہیں ان دنوں آتش کدے سارے مکاں
پنکھے جھلتے ہیں مگر ٹھنڈک ذرا پڑتی نہیں — ہائے گرمی سے پھنکے جاتے ہیں سب پیر و جواں
ندی نالے جھیل ہر سو خشک آتے ہیں نظر — پیاس کی شدت سے ہر ذی روح کی سوکھی زباں

اے نسیم صبح دلکش اے ہوائے خوشگوار — ہو گئی یاد خزاں کی تو بھی شاید ہمعناں
یاد ہے پچھلے پہر کو ناز سے چلنا ترا — اور کھلنا لالہ و گل کا میان بوستاں
اب نہ وہ گل ہیں نہ وہ بلبل نہ وہ رنگ چمن — ہائے اس موسم میں تیری کیا ہوئیں وہ شوخیاں
پیس ڈالا آسیائے چرخ نے دانے کی طرح — ایک تو طاعون اس پر جان لیوا گرمیاں
اے خدائے دو جہاں اے مالک ارض و سما — دے ہر اک جاندار کو طاعون و گرمی سے اماں

اوج کے ورد زباں ہے مصرعہ ارشد یہی
پھٹ گیا ہے غالباً کوئی پہاڑ آتش فشاں

شب تاریک

اے شب تاریک عبرت ناک ہے منظر ترا — سلسلہ ہے گیسوئے پر پیچ سے بڑھکر ترا

جلوۂ نور تجلی تجھ سے کوسوں دور ہے
اس لئے خلق خدا کہتی ہے شب دیجور ہے

الاماں ہر سمت ہے کالی گھٹا چھائی ہوئی
یا رُخِ محبوب پہ ہے زلف لہرائی ہوئی
وہ درازی ہے کہ تھک کر رہ گئے پائے نظر
رشتۂ عمر خضر سے کم نہیں یہ رہگذر

چھپ گیا مہر منوّر زیر دامان نقاب
ہو گئی اوجھل نگاہوں سے شعاعِ آفتاب
مٹ گئی اس کی حرارت ہے نہ باقی روشنی
چار سو ہے تیرگی چھائی کہاں کی روشنی

ہے قیامت تیرا آنا دلفگاروں کے لئے
اک بلائے تازہ ہے آفت کے ماروں کیلئے
کروٹیں ہر سو بدل کر کاٹتے ہیں رات کو
اس سے بہتر جانتے ہیں موت کی لذات کو

دودِ آہِ عاشقاں ہے جمع یا ابرِ سیاہ
معنیٔ واللیل یا شہرِ خموشاں کی ہے راہ
کس کے غم میں لیلیٔ شب اسقدر غمناک ہے
خیر تو ہے کیوں تیری یہ ماتمی پوشاک ہے

ہاں جبینِ چرخ پر افشاں ہے یا تارہیں کچھ
آسمانِ حسن کے دلچسپ سیارے ہیں کچھ
ہے تسلّی کے لئے تاروں کی کچھ دلکش بہار
کلکِ قدرت نے بنائے چرخ پر نقش و نگار

واہ واہ کیا ہے طلسم قدرتِ اسرارِ حق
کیوں نہ ہو اس سے ہویدا صنعتِ اسرارِ حق
صنعتِ حق کا کروں اے اوج تجھ سے کیا بیاں
اس کی مدح و وصف سے ہے سر بسر قاصر زباں

داستانِ شبِ غم

تھا شبِ ہجر دلِ زار نہایت مضطر شکر صد شکر کہ نالے نے دکھایا یہ اثر
آئے وہ مجمعِ اغیار سے گھبرائے ہوئے دیکھکر حالِ زبوں مجھ سے وہ بولے رو کر
خیر ہے صاف بتا کیوں ہے یہ حالِ ابتر آج پاتا ہوں تیری حالتِ دل نوعِ دگر
یوں تو بے چین ہمیشہ تجھے پایا لیکن اس طرح ہم نے نہ دیکھا کبھی با دیدۂ تر
بول للہ سبب کیا ہے جو یہ حالت ہے دشمنوں نے تری کیوں باندھی ہے مرنے پہ کمر
جب سنی میں نے یہ تقریر تو آیا کچھ ہوش کہدیا ہے مرضِ ہجر میں جینا دو بھر
گھلتے گھلتے یونہیں اک روز میں مر جاؤنگا مرضِ عشق بھی رکھتا ہے ضرور اپنا اثر
جب سنی اس نے یہ روداد تو بے چین ہوا پونچھکر اشک مرے آنکھوں سے بولا ہنسکر
ہوگیا اُلفتِ صادق کا تری مجھ کو یقیں ہیں چبھوتیں تیری باتیں تو جگر میں نشتر
خیر اب آگئے ہم خوش ہو نصیبا جاگا جذبۂ اُلفتِ صادق نے دکھایا یہ اثر
الفت و مہر کی ہوتی رہیں باتیں باہم کلبۂ تار میں مہمان رہے وہ شب بھر
عرضِ مطلب کا کسی وقت نہ پایا موقع رُعب یہ حسنِ خداداد کا چھایا مجھ پر
دل کی حسرت ابھی دل ہی میں تھی باقی اے وائے دی مؤذن نے اذاں بول اُٹھا کر مُرغِ سحر

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

قناعت

دل مرا میرے لئے اک سلطنت سے کم نہیں حکمرانی نفس پر کرتا ہوں وہ محکوم ہے
زندگی اچھی گذرتی ہے مری کچھ غم نہیں جانتا ہوں میں کہ دنیا ہستیٔ موہوم ہے

میں قناعت سے بسر کرتا ہوں اپنی زندگی
اور اسی پر زندگی کا ہے مرے دار و مدار
کی ضرورت سے زیادہ کی نہ خواہش آجتک
میں حکومت کر نہیں سکتا کسی پر زینہار

جب کسی شے کی ضرورت سے ہوئی خاطر نڈھال
قدرت حق سے مہیا اُس کا ساماں ہو گیا
نفس کی خواہش کو کر دیتا ہوں میں یونہی حلال
جس طرح تلوار سے کٹتا ہے دشمن کا گلا

منعمو کو کثرت دولت سے گو راحت ہوئی
زندگانی ان کی کٹتی ہے بہت آرام سے
مجھکو ان جھگڑوں بکھیڑوں سے بہت نفرت رہی
سابقہ دل کو نہ نقصان آفت و آلام سے

دوسروں کے میں کبھی نقصان کا طالب نہیں
اور نہ ہے رشک و حسد مجھکو کسی سے زینہار
ہے سکون قلب ایسا میرا ہمدم ہمنشیں
عیش سے میں لوٹتا ہوں زندگانی کی بہار

آہ انسان کو ہوس کر دیتی ہی بالکل خراب
گو کہ ان کے واسطے سب کچھ بہم سامان ہیں
جانتے ہیں دولت دنیا کہ ہے مثل سُراب
رات دن ہے جستجو اس کی بڑے نادان ہیں

ہے طلسمی کارخانہ عالم ایجاد کا
کوئی قانع ہے تو کوئی ہے ہوس کا ہمنشیں
تجربہ سے اوج کو یہ مسئلہ ثابت ہوا
بڑھکے اس صبر و قناعت سے کوئی دولت نہیں

فصل بہار

لو مبارک ہو تمہیں لے اوج ایام بہار
سیر گلشن لالہ و گل یہ ہوائے خوشگوار

مژدۂ فصل بہاری سن کے جوش عیش ہیں / جھومنے شاخیں لگیں گلشن میں مثل بادہ خوار
ہر طرف شاداب آتے ہیں نظر نخل و ثمر / ہر طرف سرسبز آتا ہے نظر ہر برگ و بار
نغمہ زن ہیں چارسو مرغ خوش الحان چمن / صدق دل سے کر رہے ہیں مدحت پروردگار
باغباں کا خوف ہے دل میں نہ ڈر صیاد کا / دونوں ہاتھوں لوٹتے ہیں دولت فصل بہار
ہر روش پر کوئلوں کے وہ ترانے دلربا / کرتی ہے بسمل پپیہوں کی صدائے دلفگار
شاخ گل پر بلبلوں کے نغمہ سنجی دلفریب / قمریوں کی سرو پر حق سرّہ کی وہ پکار
بجلیوں کا وہ چمکنا وہ کڑکنا رعد کا / آسماں پر جھوم کر آنا گھٹا کا بار بار
وہ چھما چھم بارش باران رحمت چارسو / اور سہانی ننھی ننھی بوندیوں کی وہ پھوار
مسکرانا غنچوں کا پھولوں کا ہنسنا باغ میں / وہ نسیم صبح کا اٹھلا کے چلنا بار بار
شوخیوں سے چھیڑنا منہ بند کلیوں کو کبھی / اوس کے چھینٹوں سے کبھی پھولوں کو کرنا ہوشیار
موتیا۔ بیلا۔ چنبلی۔ کیتکی۔ چنپا گلاب / نسترن۔ شبو۔ گل ریحان و شمشاد و چنار
یاسمن۔ داؤدی۔ جوہی۔ گل دوپہری۔ نافرمان / باغ میں دکھلا رہے ہیں اپنے جوبن کا نکھار
واہ واصل علی کیا فصل ہے برسات کی / آج آتے ہیں نظر سرسبز دشت و کوہسار
نور آنکھوں میں دلوں میں آگیا عیش و سرور / دلکشا۔ لذت فزا جاں بخش ہے فصل بہار

اے خدائے جز و کل اے صانع کون و مکاں / تیری قدرت کے کرشمے ہر طرف ہیں آشکار
جلوۂ قدرت نمایاں ہے ہر اک شے سے ترا / واہ صنعت ہے تیری اے خالق لیل و نہار
کیسی دلکش ہے بہار جانفزا برسات کی / سبز اور شاداب آتا ہے نظر ہر برگ و بار
دلکش و دلچسپ ہیں اس کے مناظر کس قدر / کتنے خوش آئند ہیں اے اوج ایام بہار
بوستان دہر میں لیکن نہیں رنگ بقا / ایک لمحہ کے لئے ہے یہ بہار لالہ زار

لوٹتا ہوں چشم عبرت سے بہاروں کے مزے

لذت گلگشت گلشن سبزہ زاروں کے مزے

گورِ غریباں

ہم نے دیکھا جب پڑی گورِ غریباں پر نظر
فرشِ گل کے سونے والے سو رہے ہیں خاک پر

مونس و غمخوار جتنے تھے کنارہ کر گئے
آج کوئی نوحہ گر ان کا نہیں آتا نظر

فاتحہ کو بھی نہ آئے قبر پر وہ آشنا
زندگانی میں جو رہتے تھے بہم شیر و شکر

مال و زر یونہیں پڑا رہ جائیگا سب دہر میں
کام آئے گا وہی رکھا ہے جو زادِ سفر

ایک دن ہے خاک میں ملنا یہ سب کچھ خاک ہے
دولت دنیا پہ کیوں نازاں ہیں انساں اسقدر

سینکڑوں گھر جن کے ہاتھوں ہو گئے ویران خراب
گردش افلاک نے ان کو کیا زیر و زبر

بے طرح میری طبیعت ہو گئی بے چین آج
حالت گورِ غریباں پر جو کی میں نے نظر

اشک آنکھوں سے رواں جاری تھی لب پر آہ سرد
یاد آیا مجھ کو یہ مطلع کسی کا پُر اثر

بر مزارِ ما غریباں نے چراغ و نے گلے
نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے بُلبلے

نوحہ نواب مُحسن الملک

آج کیوں ہندوستان کا رنگ ہے بدلا ہوا
چل رہی گلشن عالم میں کیوں غم کی ہوا

کیوں اُداسی چھا رہی ہے ہر در و دیوار پر
کیوں پریشاں حال ہیں اہل خرد اہل ذکا

کس کے غم میں لیلیٰ شب کا گریباں چاک ہے
سرزمین ہند پر کیوں چھا گئی غم کی ہوا

شام سے کیوں بجھ گیا ہے شمعدانی کا چراغ
کس کی شمع زندگی کو گل کیا بادِ فنا

چل بسا ہندوستاں سے کونسا جانباز قوم
کس کے غم میں چاک ہے ہر گل کا دامان قبا

آج سرگرم فغاں کیوں ہیں درختوں پر طیور
ہمصفیرو کونسا نغمہ سرا جاتا رہا

لکچروں کا آج جلسہ کیوں نہیں ہے منعقد	لیڈران قوم کے لب پر ہے کیوں آہ و بکا

آہ اے باغ جہاں کے تو نہالان چمن	کس زباں سے میں کہوں یہ عبرت افزا سانحا
جلوہ آرا کل یہاں تھا قوم کا ماہ مُبیں	دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے پنہاں ہو گیا
ہند میں پھیلی ہوئی تھی جس کی ہر سو روشنی	آج وہ خورشید عالمتاب مدفن میں چھپا
جلوہ فرما کل علیگڈھ میں تھا صدر بزم قوم	آج اک تاریک مرقد میں اکیلا ہے پڑا
قوم کی بگڑی ہوئی حالت کو اب دیکھے گا کون	کون ہوگا کشتی اسلام کا اب ناخدا
ہر طرف ہیں نالہ و شیون کی آوازیں بلند	آج ہر سو محسن الدولہ کا ماتم ہے بپا
دل میں غم سید کا لیتا تھا ابھی تک چٹکیاں	موت نے مہدی علی خاں کی دیا چرکا نیا
قوم کا بے شبہ وہ تھا مہدیٔ آخر زماں	وائے قسمت آج وہ داغ جدائی دے گیا

اے فلک تیرے ہیں سب یہ تفرقہ پردازیاں	تو کسی کو چین سے رکھتا نہیں صبح و مسا
خاکساران جہاں پر رکھ عنایت کی نظر	اسقدر ظلم و ستم ان پر نہیں کرنا روا
بے نواؤں کو ستانا اے فلک اچھا نہیں	خاک کر دیگی تجھے مظلوم کی آہ رسا

اے طلسمی قصر دنیائے ناپیدا کنار	تیری نیرنگی سے نخل دل مرا مرجھا گیا
تو بظاہر اک شگفتہ پھول ہے پیش نظر	ہے مگر باطن میں زہر ناب میں ڈوبا ہوا
بے ثباتی کہہ رہی ہے یہ زبان حال سے	چشم عبرت سے مجھے دیکھو میں ہوں دار فنا

اے اجل تیرے شکنجے سے نہیں چھوٹا کوئی	جس کو دیکھا گور کے سانچے میں ڈھل کر رہ گیا
ختم کر اے اوج اب یہ داستان رنج و غم	کب تلک گذرے ہوؤں کو یاد کرکے روئیگا

جستجو منقوط میں تھی مجھ کو سال مرگ کی — رنج و غم میں کام کچھ کرتی نہ تھی عقل رسا
کیا لب بلبل سے نکلا مصرعہ سال وفات
آج محسن گلشن ہندوستاں سے اُٹھ گیا

نسیم سحر

اے نسیم روح پرور اے ہوائے خوشگوار — کیسی متوالی ہے تیری چال میں تجھ پہ نثار
ہر روش پر لغزش مستانہ سے رکھنا قدم — اور وہ اُٹھلا کے چلنا شوخیوں سے بار بار
یوں خرام ناز سے چلتی ہے تو پچھلے پہر — میکدے سے جھومتا جس طرح نکلے بادہ خوار
تیرے آنے کی خوشی میں قطرۂ شبنم نسیم — گوہر نایاب بن کر ہوتے ہیں تجھ پر نثار
تیرے جھونکوں سے گل و غنچہ شگفتہ ہو گئے — تیرے آنیسے گلستاں میں کھلا ہے لالہ زار
سبز شاخوں پر ہیں تیرے خیر مقدم کو طیور — مرحبا اہلاً و سہلاً کی ہے ہر سو سے پکار

اے نسیم صبح بیشک رونق گلشن ہے تو — تیرے ہی دم سے ہے البتہ گلستاں کی بہار
تیرے ہی فیض قدم سے ہے یہ شادابی تمام — جس طرف دیکھو نظر کے بھر کھلا ہے لالہ زار
اے نسیم صبح دلکش۔ اے ہوائے دلفریب — تیرے اوصاف حمیدہ کیا کروں میں آشکار
اوجؔ قاصر ہے زباں تعریف ہو سکتی نہیں
کر نہیں سکتا عیاں یہ خامۂ ندرت نگار

یاد جوانی

بتاؤں اوجؔ تجھے کیا شباب کے ہیں صفات — کہ میرے منہ سے نکلتی نہیں ہے کوئی بات
سناؤں ہائے تجھے کیا ہیں حالت پُر غم — بڑے مزے میں بسر ہوتی تھی میری اوقات

ہر ایک لمحہ گذرتا تھا عیش و عشرت میں
ہنسی خوشی ہی کا رہتا تھا مشغلہ دن رات

کبھی ستاتی نہ تھی فکر دین و دنیا کی
غم و ملال نہ ہوتے تھے حارج اوقات

ہمیشہ رہتی تھی صحبت پری جمالوں کی
نہ پیش آئے کسی طرح کے مجھے صدمات

غرض وہ اور ہی عالم تھا نوجوانی کا
خوشی سے عیش و مسرت سے کی بسر اوقات

کتاب دہر کا آخر الٹ گیا جو ورق
نہ دن ہی عیش کا باقی رہا نہ لطف کی رات

شباب کی نہ اُمنگیں نہ ولولے دل کے
عجیب ضیق میں ہے جان ناتواں ہیہات

سرور و عیش کا سرمایہ نوجوانی تھی
شباب کہتے ہیں جس کو وہ اک کہانی تھی

ملال و غم کا سناؤں میں اپنے کیا قصہ
کہ اب تو رنگ زمانے کا اور ہے بدلا

خیال کرنے لگا جب شباب کی باتیں
تو ایک خواب کا عالم مجھے نظر آیا

بہت ہی عیش سے کرتا تھا زندگی میں بسر
کبھی نہ بھولوں گا مر کر مزا جوانی کا

نشاط و عیش میں کٹتی تھی رات دن میری
ہزار حیف وہ جلسے فلک نہ دیکھ سکا

نہ قوتیں رہیں باقی نہ اب وہ دم خم ہے
گیا شباب مٹا شوق و ولولہ دل کا

تمام جسم میں ہیں جھریاں بڑھاپے سے
عزیز عمر کا میرے بہت گھٹا حصہ

ہیں چند روزہ جو دنیا کے سب سرور و نشاط
عبث خیال ہے پھر اُن کا یاد ہی کرنا

حباب وار ہے عالم شباب کا اے اوجؔ
عبث غرور ہے پھر زور نوجوانی کا

جسے زمانہ میں سب کائنات کہتے ہیں
نگاہ والے اُسے بے ثبات کہتے ہیں

انتظار

اے ہمدمو سناؤں کیا حال زار اپنا
پُر درد جانستاں ہے یہ غم بھرا فسانہ

مجھ غمزدہ کی حالت ہے قابل ترحم — یہ دکھ بھری کہانی بالکل ہے عبرت افزا
میں گردش فلک سے پامال ہوا ہوں — پیر فلک نے مجھ کو ہے خاک میں ملایا
للہ کچھ نہ پوچھو ہجراں نصیب ہوں میں — اندوہ و رنج و غم سے ہے غیر حال میرا
جس درد و غم میں کٹتی ہے صبح و شام میری — دشمن کو بھی نہ یارب یہ روز بد دکھانا
اک غیرت قمر کا ہے انتظار مجھ کو — پہروں سے تک رہا ہوں بیٹھا میں اُس کا رستا
اب تاب صبر مجھ میں باقی نہیں رہی ہے — ہو جلد جلوہ افگن اے شاہد خود آرا
تڑپا رہا ہے مجھ کو تیرا غم جدائی — اے رشک مہر آ کر جلوہ دکھا دے اپنا
اے ماہ رو کہاں ہے پردے میں کیوں نہاں ہے — ہے چشم منتظر کو مشتاق انتظار تیرا
بے چین کر رہی ہے شام فراق مجھ کو — کب تک نہاں رہیگا اے ماہ عالم آرا
میں ہوں ستم رسیدہ للہ اب کرم کر — جور و ستم بھی اتنا تجھ کو نہیں ہے زیبا
اس غم کی داستاں کو میری زباں سے سن لے — پوری ہو کاش میری یہ آخری تمنا
اس گلشن جہاں کے ہیں بے ثبات منظر — میں مثل بوئے گل ہوں کیا زیست کا بھروسا
جور غم خزاں نے پامال کر دیا ہے — یہ نخل زندگانی اب بار ور نہ ہوگا
گل کوئی دم میں ہوگی شمع حیات میری — آنکھوں میں پھر رہا ہے ملک عدم کا نقشا
رہ رہ کے دے رہے ہیں احباب گو تسلی — لیکن نہیں ہے ممکن آئے وہ حور سیما
افسوس یاس و حرماں قابض ہیں ملک دل پر — قسمت سے ہو گیا ہے دشوار اُس کا آنا
اب وقت دل حزیں کا کیا حال میں سناؤں — شام و سحر ہے لب پر دل سوز یہ ترانا

عمرے گذشت تا کہ در انتظار بودن

طاقت نماند مارا بے روئے یار بودن

شمع زندگانی

اے شمع زندگانی کیوں جھملا رہی ہے
شاید کہ بادِ صرصر تجھ کو بجھا رہی ہے

ہاں ہاں ذرا ٹھہر جا اس محفل فنا میں
بزم جہاں کی الفت مجھکو ستا رہی ہے

مجھ زار و ناتواں پر ﷲ اب کرم کر
کیوں نخلِ آرزو پر بجلی گرا رہی ہے

دل کی بھڑاس کچھ تو مجھ کو نکالنے دے
گذری ہوئی کہانی ابتک رُلا رہی ہے

کیا ناامید ہو کر بزم جہاں سے جاؤں
کیوں خاک میں ابھی سے مجھکو ملا رہی ہے

دنیا کے یہ مناظر پیش نظر ابھی ہیں
مجھکو کسی کی چاہت ابتک ستا رہی ہے

برباد ہو رہی ہے کشتِ مراد میری
مثلِ چنار ناحق اس کو جلا رہی ہے

ارمان و آرزو پر تجھ کو نہ رحم آیا
کیوں میری حسرتوں کو دل سے مٹا رہی ہے

اے شمع کیوں ابھی سے آنکھیں ہیں سب کی پُرنم
کیا مرگ ناگہانی تشریف لا رہی ہے

رو لینگے بعد میرے جی بھر کے رونے والے
کیوں تو ابھی سے سبکو اتنا رُلا رہی ہے

تیری اگر خوشی ہو مرنے پہ میں ہوں راضی
شمع حیات گل ہو کیوں جھملا رہی ہے

اظہار غم

سناؤں آج کیا رنج و الم کی داستاں ہے ہے
مجھے کہنے نہیں دیتا ہے یہ دردِ نہاں ہے ہے

گھٹائیں غم کی چھائی ہیں زمین ہند پر ہر سو
برنگ چشم تر رہتا ہے گریاں آسماں ہے ہے

گریباں سحر ہے پرزے پرزے کس کے ماتم میں
موا ہے کونسا فرمان دہ ہندوستاں ہے ہے

اداسی چھا رہی ہے ہر در و دیوار لندن پر
صفِ ماتم پہ ہیں بیٹھے ہوئے پیر و جواں ہے ہے

گلستان جہاں کا رنگ ہے بدلا ہوا بالکل
جسے میں دیکھتا ہوں آج ہے محوِ فغاں ہے ہے

گلوں نے بھی کیا ہے چاک داماں قبا غم میں — عنادل بھی چمن میں آج ہیں نالہ کناں ہے ہے

گئے دار بقا کو آج اس دنیائے فانی سے — شہنشاہ معظم مالک ہندوستاں ہے ہے

مٹایا صفحۂ ہستی سے اے چرخ کہن اس کو — کہ جس کے غم میں روتا ہے ہر اک پیر و جواں ہے ہے

سنی ہے جب سے میں نے یہ خبر وحشت اثر ہمدم — غم و رنج و محن سے ہو رہا ہوں نیم جاں ہے ہے

بہت شاہ معظم کو رعیت سے محبت تھی — ہمیشہ رکھتے تھے لطف و کرم سے شادماں ہے ہے

خزانِ موت سے مرجھا گیا ہے وہ گل رعنا — بسا تھا جس کی بو سے گلشن ہندوستاں ہے ہے

وہی کل تک سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا

اسی کے دولت اقبال کا تاباں ستارا تھا

زمانے کی حوادث سے عجب رنگ چمن بدلا — خوشی کے دن گئے عشرت کی آئیں دور غم آیا

ہجوم غم سے دم گھٹتا ہے ہو ضبط فغاں کیونکر — رلاتا ہے لہو آنکھوں سے صدمہ جدائی کا

برنگ ابر تر آنکھوں سے سب کے ہیں رواں آنسو — نہ دکھلائے خدا دشمن کو بھی یہ روز بد ایسا

تہ و بالا نہ انگلستان کی ہو سرزمیں کیونکر — قیامت ہو گئی برپا قیامت ہو گئی برپا

وفور غم سے اب دل میں نہیں ہے ضبط کی طاقت — بسانِ ابر آنکھوں سے ہے اشکوں کا رواں دریا

جہاں کل تک ترانے شادمانی کے تھے ہر گھر میں — بپا ہے آج ماتم اس جگہ شاہ معظم کا

تری عہد حکومت میں سبھی اقوام شاداں تھے — رعیت پروری کا خاص جوہر تجھ میں نھا شاہا

یہ دنیا ہستیٔ موہوم ہے اس میں نہیں راحت — بھروسا کچھ نہیں ہے آہ شمع زندگانی کا

فقیر بینوا ہو یا کہ شاہ ہفت کشور ہو — اجل کے پنجۂ بیرحم سے کوئی نہیں چھوٹا

سریر سلطنت پر جارج پنجم جلوہ فرما ہیں — انہیں کے ساتھ امیدیں ہماری سب ہیں وابستا

یہی ہے اوج مخزوں کی دعا شام و سحر یارب ۔ رہے لاکھوں برس تک گلشن شاہی پھلا پھولا

شہنشاہ معظم جارج پنجم کو سلامت رکھ
سریر سلطنت پر تا ابد دورِ حکومت رکھ

کوئل

ساقیا دے مئے گلرنگ کہ آئی ہے بہار ۔ نوعروسانِ چمن پر ہے قیامت کا نکھار
آج اٹھلاتے جو پھرتی ہے نسیم سحری ۔ شاہدانِ چمن دہر کی لوٹے گی بہار
کتنی مستانہ تری چال ہے اے موسم گل ۔ حشر برپا نہ کرے خلق میں طرزِ رفتار
محتسب دیر نہ کر آج ہے وہ یوم سعید ۔ کیا عجب زاہدوں کی ٹوٹے جو توبہ سو بار
جمع ہیں رند یہاں محفل شاہانہ ہے ۔ ایسے موقع پہ عبث کرتا ہے انکار اے یار
صدقے میں ساقی بدمست کے پی لے دو گھونٹ ۔ کیا عجب بادۂ وحدت سے جو تو ہو سرشار
صحن گلشن میں قیامت کی بہار آئی ہے ۔ اپنے جامے سے ہوئے جاتے ہیں باہر اشجار

مرحبا مرحبا اے باغوں کی زینت کوئل ۔ مرحبا مرحبا اے طائر شیریں گفتار
تیرے ہی قدموں سے شاداب چمن ہوتا ہے ۔ خیر مقدم کو ترے آتے ہیں ایام بہار
خوشنوائی پہ ترے ہوتے ہیں لاکھوں صدقے ۔ کوک پر تیری ہزاروں ہیں دل و جاں نثار
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ نسیم سحری کے جھونکے ۔ بجلیوں سے نہیں کم تیرا چہکنا ہر بار
ہائے کیا صبح کا یہ ہوشربا منظر ہے ۔ آسماں سے دُرِ شہوار کی پڑتی ہے پھوار
اللہ اللہ جگر سوز ترانہ تیرا ۔ نیند سے جتنے تھے مدہوش ہوئے سب بیدار

ساقیا خوب پلا بادۂ اطہر مجھ کو
دے چھلکتا مئے تسنیم سے ساغر مجھ کو

مرحبا مرحبا اے شاہد زیبا کوئل
حبذا حبذا اے میری دل آرا کوئل

جلوۂ نور سے معمور ہوا سارا جہاں
صبح کا کتنا ہے دلچسپ نظارا کوئل

میں تو ہر روز تجھے یاد کیا کرتا ہوں
چشم بدور۔ ترا نام ہے پیارا کوئل

تیرے آنے سے گلستاں میں بہار آئی ہے
ہو گیا غنچۂ سر بستہ شگفتا کوئل

گلشن دہر میں تجھ سے ہے بہار دلکش
دم قدم سے تری ہر پھول ہے پھولا کوئل

چشم بد دور ترے فیض قدم سے ہر سو
رشک فردوس بنا دامن صحرا کوئل

چٹکیاں لیتی ہے دل میں تیری پیاری آواز
دل کو تڑپاتا ہے ہر دم ترا نغما کوئل

قمریاں اور عنادل ہیں کلیجا پکڑے
کتنا دل سوز ہے پر درد ترا تا کوئل

سوزش عشق ترے نالہ و شیون سے عیاں
سچ بتا کس کی ہے تو عاشق شیدا کوئل

ہاں یونہیں چھیڑتی جا نغمۂ دلکش اپنا
ہاں بجے نالہ و فریاد کا باجا کوئل

تیر و نشتر سے نہیں کم ہے ترنم تیرا
دل بیتاب کو رہ رہ کے نہ تڑپا کوئل

دردمندان محبت بھی اُٹھے بستر سے
تیرے نغموں میں ہے اعجاز مسیحا کوئل

چند روزہ یہ طلسمی ہے بہار دنیا
واقعی ہستی موہوم ہے دنیا کوئل

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
ہائے جو دیدۂ بے نور ہو وہ کیا دیکھے

غریب الوطنی

دوستو کیا میں کروں شرح مصیبت اپنی
درد انگیز بہت ہے یہ حکایت اپنی

ستم و جور فلک سے میں ہوا ہوں پامال
غم و اندوہ سے ابتر ہوئی حالت اپنی

ہے کف دست جو میدان تو صحرا ویراں
بے جگہ آج ہوئی شام مصیبت اپنی

بوئے گل بن کے میں نکلا ہوں وطن سے افسوس
خانہ برباد ہوں کس سے کہوں حالت اپنی
گردش چرخ سے چکر میں ہوں شکل پرکار
کھینچ کر لائی کہاں گردش قسمت اپنی

اے میرے عیش کے گہوارے گلستان وطن
ستم و جور فلک سے ہے یہ حالت اپنی
ایک مدت سے ترے دید کا مشتاق ہوں میں
جلد دکھلا دے مجھے چاند سی صورت اپنی
کردیا جوش جنوں نے مجھے یاروں سے جدا
دشت و صحرا میں لئے پھرتی ہے وحشت اپنی
ایک جا چین سے دو دن بھی نہ رہنے پایا
ہمدمو کیا میں کہوں حسرت و کلفت اپنی

بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

اے ستم کیش جفاجو فلک ناہنجار
اسقدر ظلم و ستم جس کی ہے گنتی دشوار
اف رے بیدرد ذرا درد تیرے دل میں نہیں
خانہ بردوشوں کو برباد کیا آخر کار
باز آ باز آ ظلم و ستم و جور سے اب
اس غریب الوطنی پر بھی نہیں تجھکو قرار
غم و اندوہ سے ہے حال پریشاں میرا
رحم کر رحم کہ اب زیست سے میں ہوں بیزار
گردش چرخ سے دانے کی طرح پس پس کر
ملگئے خاک میں آرام و سکوں صبر و قرار
چٹکیاں یاد وطن لیتی ہے میرے دل میں
چھیڑتی رہتی ہر لحظہ مجھے فصل بہار
رنج پر رنج مصیبت پہ مصیبت جھیلی
گردش چرخ سے گردش میں کٹے لیل و نہار
گو وطن آنکھوں سے اوجھل ہے مگر اہل وطن
حشر تک بھول نہیں سکتا میں تم کو زنہار
صورت اوج حزیں میں ہوں اسیر غم و رنج
حلقۂ دام میں جس طرح کوئی بلبل زار

بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

برسات کی رات

اُف رے کالی کالی گھٹائیں
ہائے رے یہ متوالی گھٹائیں
مستانہ ہیں اُن کی ادائیں
نشہ میں ہیں چور گھٹائیں
بادل پچھم سے اُٹھا ہے
پانی ہے یا تند ہوا ہے
کیسی ہیں برسات کی راتیں
اُف اُف یہ ظلمات کی راتیں
لیلیٰ شب نے گیسوِ مشکیں
کھول دئے ہیں بہر تزئیں
بخت عدو کی طرح سیاہی
ہر سو چھائی لامتناہی
ڈوب گئے ہیں چاند ستارے
ابر کی تہ میں ہیں سیارے

اے مرے کالے کالے بادل
اے میرے متوالے بادل
کھل کر خوب برس جا بادل
کر دے دل کو ٹھنڈا بادل
تیر ہیں ننھی ننھی پھوہاریں
قہر ہیں پانی کی بوچھاریں
چھائی گھٹائیں اودی اودی
اس پر طرہ رات اندھیری
دیکھ بھیانک رات اندھیری
ڈر سے تن میں روح ہے چھپتی
کیسی ہے یہ رات الٰہی
چھائی ہے ہر سمت سیاہی
جان بھی کتنی ہوتی ہے پیاری
سارے جہاں پر خوف ہے طاری

ساقیا میرے غم کو غلط کر
جلد پلا دے بادۂ احمر
بھر کر جام بلوریں لانا
مستوں کو جی بھر کے پلانا
پی کر مست جو میں ہو جاؤں
میخانے کی خیر مناؤں

مستوں ہیں جبتک دم رہے ساقی — میخانہ قایم رہے ساقی
وہ مئے خوش رنگ دے ساقی — قبر میں بھی نشہ رہے باقی
لطف وکرم کی مجھ پر نظر کر — بھردے شراب ناب سے ساغر
رات رہی ہے تھوڑی باقی — ابتو کہنا مان لے ساقی
کالے بادل سر پہ ہیں چھائے — حوصلہ دل کا رہنے نہ پائے

دیکھو دیکھو چاند وہ نکلا — کیسا روشن صاف اور ستھرا
ابر کا بالکل نام نہیں ہے — نور کا بُقعہ چرخ بریں ہے
روشن تارے نکلے ہوئے ہیں — آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے ہیں
کیسا اچھا یہ منظر ہے — کتنا دلکش پچھلا پہر ہے
ہر سو ہے سناٹا چھایا — لب پہ مرے ہے شیون نالا
بول رہا ہے پپیہا پی پی — شیدا ہے شمشاد پہ قمری
دلکش کوئل کی ہے کو کو — شور ترانہ بلبل ہر سو
حمد خدا ہر لب پہ ہے جاری — ہے یہ اُسی کی سب گلکاری

زاہد دیکھ سہانا منظر — روح فزا ہے پیارا منظر
چاندنی کرتی ہے اشارے — دیکھ فلک پر چھٹکے ہیں تارے
نیند کے ماتے اب بھی چونکو — آنکھیں کھولو۔ آنکھیں کھولو
رات جو بھیگی نکلا قمر بھی — دیکھ لے اُٹھکر ایک نظر بھی

چند نفس یہ لطف ہے باقی
اوج کہاں پھر یہ دلچسپی

آسمان

کیا رفیع الشان کیا رفعت نشاں ہے آسماں
رفعت و عظمت ہے جس کے نشان قدرت ہے عیاں
بے ستوں اک شامیانہ چرخ نیلی فام ہے
اسکی گردش میں بہار صبح و رنگ شام ہے

جسم اک سیال ہے یہ طبقہ چرخ کہن
صانع قدرت کی صناعی سے ہے جلوہ فگن
خالق کون و مکاں کا رنگ صنعت دیکھکر
وجد میں آتا ہے عالم حسن قدرت دیکھکر

رات دن طے کر کے منزل آسماں پر آفتاب
صفحۂ دنیا کو کرتا ہے منور آفتاب
قوت قادر توانا سے کبھی تھکتا نہیں
اس کے جلوؤں سے نمایاں حسن صورت آفریں

نیلگوں پوشاک پر تاروں کا وہ دلکش سماں
گویا پھولوں کو لئے دامن میں صحن گلستاں
چرخ زریں پر ستاروں سے زرافشانی ہوئی
وہ ضیا پھیلی کہ دنیا ساری نورانی ہوئی

تیرگیٔ شب میں وہ مہتاب کی دلکش بہار
وہ سرور افزا وہ نورانی شعاع زرنگار
اوج ہنگام سحر سورج کا وہ دلچسپ روپ
وہ فزادہ ہر طرف پھیلی ہوئی صحرا میں دھوپ
صانع قدرت کا جلوہ آشکارا ہو گیا
قدرت کامل سے ہر ذرہ ستارا ہو گیا

شکوۂ دوست

اے دوست میں تڑپتا کبتک رہوں گا میں
آتا نہیں اثر کیوں اس آہ نارسا میں

تقدیر کی یہ گردش قسمت کی خوبیاں ہیں — تم چین سے وہاں ہو بیتاب ہم یہاں ہیں
افسوس میرا نالہ کچھ کارگر نہیں ہے — ہیہات درد دل کی تم کو خبر نہیں ہے
فرقت کی رات کالی پھر تیرگی غضب کی — دشمن کو بھی دکھانا یارب نہ رات ایسی
صدموں سے ہو گیا ہے یہ حال زار میرا — لیکن ذرا ترحم ظالم نہ تجھ کو آیا
شام و سحر ہیں تجھ کو کرتا ہوں یاد دل سے — بے وجہ تو خفا ہے اس نامراد دل سے
لطف و کرم کی صاحب مجھ پر نگاہ رکھو — ناحق کھنچو نہ اتنا کچھ رسم و راہ رکھو

باغوں میں ساتھ جانا تم کو تو یاد ہوگا — وہ عیش کا زمانہ تم کو تو یاد ہوگا
پھولوں کی سیر سے وہ ہر بار مسکرانا — غنچوں کے وہ تبسم بلبل کا وہ ترانا
وہ پیاری پیاری باتیں وہ ناز دلربائی — وہ طرز خوش خرامی۔ انداز دلربائی

کیا ہو گئے وہ عیش و عشرت کے کارخانے
چرچے تھے جتنے اگلے سب ہو گئے فسانے

جلوۂ روح

اے شریک رنج و راحت اے نشاط زندگی — تجھ سے وابستہ ہے میری انبساط زندگی
باغ ہستی میں تجھی سے ہے بہار زندگی — تیرے دم سے ہے شگفتہ لالہ زار زندگی
حکم خلاق ازل سے تو ہوئی ہے جلوہ گر — تیرے بھیدوں سے نہیں واقف کوئی جن و بشر
حسن قدرت کا تماشہ بھی ہویدا تجھ سے ہے — ہستی عمر دو در ذرہ کا بھی جلوا تجھ سے ہے
تو کہیں ہے شمع کی صورت کہیں پروانہ ہے — واہ کیا دلکش ترا انداز معشوقانہ ہے
زندگانی کا تجھی پر ہے فقط دار و مدار — گلشن ہستی میں تیرے دم سے آئی ہے بہار
پیکر ہستی انساں نقطۂ موہوم ہے — تو نہیں تو یہ وجود بے بقا معدوم ہے

ہے وہ خلاق جہاں وہ واقف راز نہاں
جس کی قدرت کے کرشموں نے کیا تجھکو عیاں

نور سے معمور ہے حسن ازل کی روشنی
ہے اُسی کے ایک ذرہ سے یہ تیری روشنی

حسن قدرت کا عجب نقشہ نظر آیا مجھے
قالب خاکی میں اک جلوا نظر آیا مجھے

نخل پیرائے ریاض جسم انسانی ہے تو
یا نسیم جانفزائے باغ رحمانی ہے تو

دم کے دم میں برق کی صورت چمک جاتی ہے تو
عنصر خاکی سے اک پل میں نکل آتی ہے تو

اس قفس میں حکم خالق سے مقید تو ہوئی
قالب خاکی میں تو ورنہ نہیں رہتی کبھی

ہے ترے ہی ساتھ وابستہ میری شمع حیات
تجھ سے روشن ہیں مرے اربع عناصر کے صفات

جلوۂ قدرت نمایاں جلوہ آرائی سے ہے
پیکر ہستی انساں تیری رعنائی سے ہے

اے بہشتی حور اے گلزار جنت کی مکیں
اے مری روح رواں اے طائر خلد بریں

اے گلستان جہاں کے عندلیب خوشنوا
ہے فلک تیرا نشیمن آشیاں عرش علا

عالم فانی میں لیکر خواب راحت کے مزے
لوٹتی ہے تو بہار باغ جنت کے مزے

اوج سمجھا تھا تجھے اک مرغ بستانی ہے تو
اب کھلا برق جہاں سے بڑھکے سیلانی ہے تو

چھوٹے تارے

اے چمکیلے چھوٹے تارو
اے موتی کی لڑی سیارو

کیا دلکش منظر ہے تمہارا
کیسا سین ہے پیارا پیارا

نیلی سطح چرخ بریں پر
جگمگ جگمگ کرتے ہو شب بھر

جلوۂ قدرت تم سے عیاں ہے
کیسا روشن سارا جہاں ہے

چرخ پہ تم رہتے ہو ہویدا
تاج میں چمکے جیسے ہیرا

دیکھ کے روشن تم کو شب بھر   سمجھے ہیں بچے جگنو اکثر

ہوتا ہے خورشید نہاں جب   ظلمت شب ہوتی ہے عیاں جب

تاریکی میں قافلے والے   سیدھا رستہ پاتے ہیں تم سے

چرخ بریں پر تم جو نہ ہوتے   راہ نہ پاتے بھولے بھٹکے

راہ بھٹکتے چلتے شب بھر   مارے پھرتے یونہیں دردر

کیا دلکش ہے تمہارا منظر   روح فزا ہے پیارا منظر

میں بھی تمہارے حسن کا جلوا   دیکھ رہا ہوں شام سے بیٹھا

نکلے نہ جب تک مہر درخشاں   بام فلک پر تم ہو نمایاں

والہ و شیدا اوج تمہارا

تم کو یہ قدرت نے سنوارا

بُلبُل اسیر کی فریاد

کہوں ہمصفیرو میں کیا حال اپنا   بہت پُر اثر ہے یہ غم کا فسانا

مری داستان الم دکھ بھری ہے   کہانی ہے میری عجب عبرت افزا

جفائے فلک کا ستایا ہوا ہوں   قفس میں پڑا ہوں مصیبت کا مارا

نہ چھیڑو مجھے میں غریب الوطن ہوں   ہے بیچارگی بے بسی آشکارا

مجھے ایک صیاد نے صید کر کے   قیامت ہے دام بلا میں پھنسایا

مرے ننھے بچوں پہ بھی رحم اس کو   نہ آیا نہ آیا نہ آیا نہ آیا

اجاڑا مرا آشیاں فصل گل میں   کلیجے پہ کوہ مصیبت گرایا

مٹایا مجھے اس کے جور و ستم نے   جفاؤں سے آتا ہے منہ کو کلیجا

مری حسرتوں کا کیا خون نا حق — مری آرزوں پہ خنجر چلایا

دکھاتا ہے دل مجھ مصیبت زدہ کا — اسے بھی نہ آرام غم بھر ملے گا

تڑپتا ہوں دن رات کنج قفس ہیں — نہیں اس ستمگر کو پر رحم آتا

چکور اور شہباز سب اوج پر ہیں

مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں

سناؤں میں کیا رنج و غم کا فسانہ — بہت درد انگیز ہے یہ ترانہ

چمن سے نکالا گیا فصل گل ہیں — لٹا میرے عیش و طرب کا خزانہ

نہ صحن چمن ہے نہ وہ شاخ گل ہے — لٹا میرا راحت فزا آشیانہ

نہ وہ میری آزادیاں نام کو ہیں — نہ اب ہے وہ دلکش خوشی کا ترانہ

مری عیش رفتہ کو کیا پوچھتے ہو — بہت پر فزا تھا خوشی کا زمانہ

ہمیشہ عنایت رہی باغباں کی — کرم مجھپہ گلچیں کا تھا دوستانہ

مگر آہ صیاد ظالم نے مجھکو — بنایا خدنگ جفا کا نشانہ

مرے ننھے بچوں کا کیا حال ہوگا — ملا ہوگا کیونکر انہیں آب و دانہ

غضب ہے کہ مدت سے چھوٹے ہوئے ہیں — مرے پیارے بچے۔ مرا آشیانہ

چمن سے الگ دوستوں سے جدا ہوں — مجھے مار ڈالے گا جور زمانہ

رہائی دے یارب مجھے قید غم سے — کہ ہے مرے لب پر یہ دلکش ترانہ

قفس میں جو تڑپا چمن یاد آیا

مصیبت زدوں کو وطن یاد آیا

جلوس دربار

جلد لا بادۂ گلرنگ کدہر ہے ساقی — دن پھرے ہند کی کچھ تجھکو خبر ہے ساقی

کاگ ہیرے کا زمرد کی ہو بوتل ساقی — جوش پر اُمڈے چلے آتے ہیں بادل ساقی

کشتی زریں تو لا شیشوں کو چُن کر ساقی — ساغر جم میں پلا بادۂ احمر ساقی

مئے گلرنگ سے یوں بھر دے مرا جام نشاط — سحر عید سے بڑھ جائے میری شام نشاط

ایک تو ہے کرم و جود کا دریا ساقی — ایک میں ہوں کہ ہے وادست تمنا ساقی

کیا نہیں تجھ کو خبر دھوم سے آئی ہے بہار — ہند میں آتی ہے یورپ کی ہوائے گلزار

بوئے گل کو لئے پھرتی ہے نسیم سحری — تخت کو اپنی اڑاتی پھرے جس طرح پری

سبز و شاداب نظر آتے ہیں گلہائے چمن — نونہالان چمن پر ہے غضب کا جوبن

خانۂ عیش و مسرّت کے کشادہ ہوئے باب — گڑ گئے خیمے کھنچی تار نظر بن کے طناب

مرحبا طالع دہلی کا ستارا چمکا — حبذا طالع دہلی کا ستارا چمکا

غیرت روضۂ رضواں ہوا دہلی کا چمن — ہر گلی کوچہ نظر آتا ہے رشک گلشن

لال قلعہ بھی ہوا پرتوِ رُخ سے روشن — جلوۂ برق تجلّے کا بنا ہے معدن

عرش سے فرش تلک نور سے معمور ہے آج — دیکھئے جس کو وہ دل شاد ہے مسرور ہے

آگئی کانوں میں جس وقت بگل کی آواز — شوق میں جھک گئے ہر سمت سرِ عجز و نیاز

توپیں دغنے کی جو کانوں میں صدا آنے لگی — صورتِ رعد کلیجوں کو وہ دہلانے لگی

دھوم ہے شاہ مکرم کی ہے آمد آمد — جم حشم شاہ معظم کی ہے آمد آمد

واہ کس شوکت و اجلال پہ ہے شان جلوس — کتنی دلکش ہے بہارِ گلِ بستانِ جلوس

جھومتے آتے ہیں ہاتھی روش ابر بہار — جس سے ہل جائے زمیں ایسے ہیں پائے رفتار

جھولیں زرتار دکھاتی ہیں نیا اک انداز — سارے سامان نرالے ہیں نرالے سب ساز

چاندنی چوک ہے غیرت وہ صحنِ گلزار — نظر آتی ہے نئی تازہ دکانوں کی بہار

آئینہ بندی سے معمور ہے ہر چار طرف — پرتو حسن سے پُر نور ہے ہر چار طرف

روشنی وہ ہے کہ خورشید بھی شرمندہ ہے　　زرفشاں خاک کا ہر ذرۂ تابندہ ہے

شوق دیدار میں ہر سو ہے رعایا کا ہجوم　　ایسا دیکھا نہ سنا اہل تماشا کا ہجوم
اس طرف شور ہے اظہار وفاداری کا　　اُس طرف شاہ کو موقع ہے گہرباری کا
ہے سلامی کو کھڑی فوج مسلسل کی قطار　　کہدو اب ترک فلک ہاتھ سے رکھدے تلوار
صف شکن قلعہ فگن شیر جری ہیں فوجیں　　زور و قوت میں شجاعت میں بھری ہیں فوجیں
سطوت و شوکت دربار کا کیونکر ہو سماں　　رعب و ہیبت سے لرزتے ہیں سلاطین زماں
جلوہ افروز ہے دربار میں وہ شاہنشاہ　　جس کی عظمت کے ہیں سب شرق تا غرب گواہ
بادشاہوں میں ہے اُس شاہ کا پلہ بھاری　　بر اعظم میں حکومت کا ہے سکہ جاری
اے مرے شاہ ترا جاہ و حشم کیا کہنا　　تیرے قبضے میں ہے شمشیر و قلم کیا کہنا
ہر کہ و مہ کی زباں پر ہیں دعائیں تیری　　ہم رعایا ہیں نہ کیوں خیر منائیں تیری
عدل کے ساتھ خدا تجھکو سلامت رکھے　　تیری اولاد کو با حشمت و شوکت رکھے
ملک سرسبز رہے جود و کرم سے تیرے　　تاج اور تخت کی زینت ہے قدم سے تیرے
روز افزوں رہے دنیا میں ترا جاہ و جلال　　شاد و آباد ہیں دوست عدو ہو پامال

ہے دعا اَوج کی رفعت پہ ترا اوج رہے
تو رہے تخت رہے تاج رہے فوج رہے

دلّی دربار پر عقیدت کا اظہار

حسب فرمائش جناب مولوی منشی فضل حسین خانصاحب صابری سب ایڈیٹر اخبار دبدبۂ سکندری رامپور

چمن میں آج یہ ہر سو ہے بلبلوں کی پکار　　کہ بن سنور کے چلی آتی ہے عروس بہار

خزاں کا دور گیا فصل گل کی آمد ہے | لدینگے پھولوں کے زیور سے خوشنما اش
اب اس روش پہلے پھولینگے نئے پودے | کہ رشک باغ ارم ہوگا ہستد کا گل
وہ بے نظیر ہیں سامان جلوہ آرائی | کہ ہر بساط چمن بن گیا ہے مینا کا
خرام ناز سے چلنے لگی نسیم سحر | چٹک سے غنچوں کی نرگس ہے خواب سے بی
کھلے ہیں پھول تو کلیاں بھی مسکراتی ہیں | لچکتی شاخیں ہیں پتوں پہ ہے غضب کا نک
کہیں ہے طوطی شیریں نوا شکر افشاں | کہیں ہے نغمۂ قمری کہیں صدائے ہز
جدھر نگاہ اٹھاؤ نیا سماں دیکھو | جدھر نظر کرو سامان جشن ہے تیا
بچھے ہیں مخمل و اطلس کے فرش رنگا رنگ | زمیں پہ ہیں بنے آسماں کے نقش و نگ
چمک اٹھا ہے ستارہ زمین دہلی کا | عروج و اوج و ترقی کے ہیں عیاں آث
اجاڑ ہو کے بسا پھر یہ تخت گاہ قدیم | بڑھیگی روز بروز اس کی گرمی بازا
ہوئی ہے تخت نشینی وہ جارج پنجم کی | ہوا ہے شہرۂ آفاق دھوم کا بازا
جلال و جاہ و حشم کے ہزاروں ساماں ہیں | سوا ہیں مورخ و ملخ سے پیادے اور سوا
ہجوم خلق سے وہ ازدحام ہے وہ جلوس | نگاہ شوق کا جانا ہے شاہ تک دشوا
وہ شاہ ہے جو شہنشاہ آسماں اورنگ | وہ شاہ جس پہ کہ یورپ سے ہند تک ہے نثا
وہ شاہ جس کا ہے سکہ ہر اک جا خالی | وہ قریہ قصبہ ہو یا ملک مصر و شہر و دیا
کروں میں مطلع ثانی سے مدعا وہ رقم | کہ جس کا جوش عقیدت سے ہے بجا اظ

مطلع

نہ ہو خلوص و عقیدت کا کس طرح اظہار | کھلا ہے عہد میں برٹس کے عدل کا بازا
ملے ہیں ایسے خطابات و تمغہ ہائے بزرگ | کہ والیان ریاست کے بڑھ گئے ہیں وقا
ہوا ہے اور بھی ہر صیغہ میں عطیۂ عام | کیا ہے اسکی سخاوت نے سب کو شکرگذا

ہزاروں طرح رعایا نے اس کے شکر و سپاس
رسالوں میں کہیں اخباروں میں کئے اظہار

چھپا ہے نذر کا مجموعہ یہ قصیدوں کا
کہ شاعروں کا ہے جس میں کلام گوہربار

جناب فضل حسن خاں صابری مشرب
جو رام پور کے ہیں سب ایڈیٹر اخبار

انہیں کی محنت و توفیق و سعی و ہمت سے
ہوا ہے خوب یہ مجموعۂ سخن تیار

جناب خواجۂ عالی ہمم وزیر حسن
معین و ملت و حامی قوم ذی مقدار

سخن شناس سخن فہم نکتہ داں قابل
خلیق و محسن و ہردلعزیز و فخر تبار

انہیں کے فیض و عنایات و صرف ہمت سے
ہوا ہے طبع یہ گنج قصائد و اشعار

کروں میں آپ سے ممدوح خلق کی تعریف
سکت قلم میں زباں میں نہ طاقت گفتار

دعا پہ ختم کروں اوج یہ مناسب ہے
کہ عجز طبع سے خوبیٔ نظم ہے دشوار

پسند خلق یہ مجموعۂ قصائد ہو
الٰہی اس کا ہو ہر نقطہ گوہر شہوار

یہی دعا ہے کہ خورشید و ماہ و شام و پگاہ
حضور قیصرہ قیصر کے تاج پر ہوں نثار

مربی اور جو بانی ہیں اس رسالے کے
رہیں بہ عزت و اقبال و جاہ لیل و نہار

لڑکپن اور بیفکری

(رسالہ العصر کی ایک تصویر دیکھکر)

ہے لڑکپن کا زمانہ اور بیفکری کے دن
قد بھی بوٹا سا ہے پیارا دلربا چھوٹا سا سن

دیکھو آتی ہیں نظر دو پیاری پیاری لڑکیاں
پیکر تصویر خاموشی ہیں دونوں بے زباں

ایک ہے غنچہ دہن اور ایک ہے گلگوں عذار
ایک پھولوں پر فدا اک مچھلیوں پر ہے نثار

سونگھنا پھولوں کی اک ڈالی کو لیکر ہاتھ میں
چھوڑ دینا پھر جھکا نا لیکے اکثر ہاتھ میں

دیکھنا شیشے کے اندر تیرتی وہ مچھلیاں
اور رہ جانا کبھی انگشت حیرت در دہاں

بیٹھ کر اک پاؤں اور اک ہاتھ کے بل ناز سے — تاکنا پتوں کو پھولوں کو عجب انداز سے
بھولے پن سے مسکرانا اور شرمانا کبھی — دوڑ کر آنا اِدھر مڑ کر اُدھر جانا کبھی
واہ کیا عالم ہے بیفکری کا کیا دلکش سماں — غم زمانے کا نہ فکر انقلاب آسماں
رات ہے یا دن ہے ان کو صبح ہے یا شام ہے — کھیلنے اور کھانے سونے کے سوا کیا کام ہے
مل گیا کھانے کو جو کچھ ہنستے روتے کھا لیا — بس وہی دولت ہے ان کی جو ملا جو پا لیا
نیک و بد اچھے بُرے کی کب نہیں پہچان ہے — ان کو کیا مطلب کوئی دانا ہے یا نادان ہے
جب ذرا چھیڑا کسی نے منہ بنا کر رو دیئے — اور جب جی چاہا میٹھی نیند چپکے سو رہے
کیا خبر ان کو کہ دنیا میں الم کیا چیز ہے — روتے ہیں لیکن نہیں معلوم غم کیا چیز ہے
ہنستے ہیں لیکن ہنسی کی ماہیت سے بے خبر — خوش تو ہیں لیکن خوشی کی کیفیت سے بے خبر

رو کے ہنس پڑتے ہیں رونا بھی ہے اک ان کا ہنسی
آہ ہے مہمان بچپن تک یہ بھولی زندگی

شکوۂ فلک

اے فلک یہ تفرقہ پردازیاں اچھی نہیں — یہ جفائیں یہ تیری سفاکیاں اچھی نہیں
ہونگے جب پیدا اثر اے میری دود آہ سے — عرش ہل جائے گا اپنے نالہ جانکاہ سے

کجروی تیری زمانے میں بہت مشہور ہے — رحم کی امید گویا تجھ سے کوسوں دور ہے
گلشن امید وقف پائمالی ہو گیا — آہ نخل آرزو پھولوں سے خالی ہو گیا

آہ کب ہو گی تیرے دور میں راحت نصیب — دشت غربت میں ہا کرتا ہوں میں غربت نصیب
رحم آتا ہی نہیں تجھکو کسی کے حال پر — آہ تو حرماں نصیبوں کی نہیں لیتا خبر

ہے کرم کا آسرا رکھنا عبث اے آسماں — تو کسی کی کب سنا کرتا ہے فریاد و فغاں
تیری گردش کی طرح گردش میں ہے قسمت مری — دشتِ غربت میں ہوئی ہے غیر اب حالت مری

بلبلِ بے پر بھی تیرے ظلم سے چھوٹی نہیں — ہے پڑی کنجِ قفس میں مضطر و اندوہگیں
یاد آتے ہیں اسے رہ رہ کے یارانِ چمن — چھیڑتی رہتی ہے یادِ نو عروسانِ چمن

آہ تجھکو بے مروت بے وفا پاتا ہوں میں — تیرے ظلم و جور سے دن رات گھبراتا ہوں میں
تجھسے اب اے چرخ اظہارِ شکایت کیا کروں — جو دکھائے گردشِ تقدیر میں دیکھا کروں

کتاب

اے مری تنہائی کی مونس رفیق و غمگسار — تیری دلداری و غمخواری پہ ہوں دل سے نثار
تو رہا کرتی ہے ہردم رنج و راحت کی شریک — صبحِ راحت کی ہے ہمدم شامِ غربت کی شریک

جدولیں ہیں لوح پر یا سبزۂ رخسار ہے — یا نشاط انگیز یہ پھولا پھلا گلزار ہے
نور و ارشاد و ہدایت کا رواں چشمہ ہے تو — نیکی و پاکیزگی کا گنج سر بستہ ہے تو

علم کی تو کان ہے اخلاق کی تو جان ہے — فرع و اصلِ عقل و علم و فضل کا بستان ہے
عقل تیری ضو فشانی سے ہے نورانی ہوئی — یا شعاعِ مہرِ تاباں سے درخشانی ہوئی

اشرفِ مخلوق تجھ سے عالمِ خاکی ہوا — واقعی تیری بدولت رتبۂ عالی ملا

جلوۂ قدرت ہُوا ہے تیرے دم سے آشکار
گلشن ہستی میں ہے تجھ سے بہارِ لالہ زار

ہر جگہ چرچے ہوا کرتے ہیں علم و فضل کے
ہر طرف دانائیوں کے تجھ سے ہیں شہرے مچے
جلوہ آرائی بھی تیری کیا ہی دل آویز ہے
مصحفِ رُخ کی زیارت بھی مسرت خیز ہے

بے مثال و بے نظیر و بے بہا تحفہ ہے تو
ہر بشر کے واسطے اک گوہرِ یکتا ہے تو
باغِ ہستی میں گلِ اخلاص سے تو ہے بسی
عطرِ الفت میں تری ہر سطر ہے ڈوبی ہوئی

تو ہے لیلائے معانی اے مری دلکش کتاب
تیرا دلدادہ ہے یہ اوجؔ حزیں خانہ خراب
تیرے ہی دم سے ہے وابستہ یہ میری زندگی
تو نہ ہو گر ساتھ تو کیسی کہاں کی زندگی

خوشی

اے خوشی اے مایۂ عیش و نشاط
ہے تری دلکش بہارِ انبساط
تیرا آجانا مسرت خیز ہے
ہر ادا تیری نشاط انگیز ہے

تو بہارِ بےخزاں ہے اے خوشی
یا گلِ باغِ جناں ہے اے خوشی
تو ہے کوئی حور یا ہے مہ جبیں
یا مئے گلگوں کا جامِ عنبریں

کس قدر دلکش ترا انداز ہے
ہر ادا تیری سراپا ناز ہے
غنچۂ دل تیرے آنے سے کھلا
تو ہے بیشک باغِ جنت کی ہوا

حیف ہے تجھ میں نہیں رنگ ثبات
بے بقا فانی ہے تیری کائنات
بزم عالم میں ہے تو مثل سراب
بحر ہستی میں ہے مانند حباب

چند لمحہ کے لئے تو آئی تھی
آہ اے میری مسرت کی گھڑی
کچھ نہیں تیرا بھروسہ کچھ نہیں
جا! چلی جا! اب تمنا کچھ نہیں

میں سمجھتا تھا کہ تو ہے پائدار
تیری ہستی ہے جہاں میں استوار
تجھ سے حاصل ہونگے عشرت کے مزے
چین سے لوٹونگا راحت کے مزے

یہ خبر کیا تھی کہ تو معدوم ہے
محض فانی! ہستی موہوم ہے
تجھ سے تو بہتر ہے رنج و غم مرا
رات دن ہے مونس و ہمدم مرا

تصویر جاناں

اللہ اللہ کس قدر دلکش تری تصویر ہے
جس کی خاموشی میں لطف شوخی تقریر ہے
عارض روشن ترا والشمس کی تفسیر ہے
یا بیاض صبح کی پھیلی ہوئی تنویر ہے
حسن کی دیوی ہے یا کوئی پری پیکر ہے تو
کاغذی ہے پیرہن تیرا عجب دلبر ہے تو
بیزباں ہے تجھ میں وہ انداز گویائی نہیں
وہ لب جاں بخش و اعجاز مسیحائی نہیں
وہ گل رخسار کی دلچسپ رعنائی نہیں
حسن عالم سوز کی وہ عالم آرائی نہیں
وہ ترا نقشہ نہیں نقاش نے کھینچا جسے

نقل تیری وہ نہیں ہوا اصل کا دعویٰ جسے

کاش گویائی بھی ہوتی پیکر تصویر میں   کاش ہوتی ضوفشانی حسن پُر تنویر میں
کاش ہوتا سحر بابل کا اثر تقریر میں   ہوتی زینت اس سے بزم عاشق دلگیر میں

تو دکھا دیتا تماشا اک نیا اے جان حُسن
اور ہو جاتی دو بالا اس سے تیری شان حُسن

پیکر تصویر کے انداز بھی کچھ کم نہیں   بزم ہستی کی ہے رونق تجھ سے اے ماہ مُبیں
شان رعنائی بھی معشوقوں سے جاتی ہے کہیں   حسن دل آویز ہے تیرا بہار دل نشیں

باغ عالم میں شگفتہ اک گل شاداب ہے
اے مہ خوبی تو رشک مہر عالمتاب ہے

اف رے تیری شرم اف رے تیرا انداز حجاب   روئے روشن کو چھپایا زیر دامان نقاب
کیوں ہوا جاتا ہے تو فرط حیا سے آب آب   زلف بھی شانے سے تیرے کھا رہی ہے پیچ و تاب

آسمان حسن پر ہے یہ گھٹا چھائی ہوئی
یا تیرے شانے پہ ہے زلف رسا آئی ہوئی

فتنہ محشر سے بڑھکر ہے قد رعنا ترا   بوٹا بوٹا سایۂ قد سے صنوبر ہو گیا
روئے روشن دیکھکر آئینہ کو تکتا ہوا   محو حیرت بن کے پہروں شوق سے دیکھا کیا

آئینہ بھی تیرے عارض کی صفائی پہ نثار
لعل صدقے لب پہ دنداں پر ترے گوہر نثار

نرگس شہلا ہیں تیری آنکھیں یا چشم غزال   صورت آئینہ حیراں میں رہتا ہوں نڈھال
سرمگیں آنکھوں پہ تیری میں ہوا ہوں پائمال   برش تیغ نگہ نے ہے کر دیا مجھ کو حلال

ترچھی چتون سے جو دیکھا اک نئے انداز سے
دل ہوا بسمل تری تیر نگاہ ناز سے

واہ واصل علی کیا جانفزا تصویر ہے — حسن و رعنائی میں یکتا دلربا تصویر ہے
سچ تو یہ ہے اوج یہ معجز نما تصویر ہے — صانع قدرت ہے نازاں جس پہ کیا تصویر ہے

ہے مصور دنگ آئینہ بھی حیراں دیکھ کر
مانی و بہزاد دل میں ہیں پشیماں دیکھکر

گوشۂ تنہائی

کیا خوش قسمت ہے وہ انسان — جس کو نہیں اندوہ نہ حرمان
تنہائی ہے مونس و ہمدم — رنج سے خالی فکر سے بے غم

فکر و الم کا آنا کیسا — غم کا داغ اٹھانا کیسا
راحت و صبر و سکوں ہے حاصل — گوشۂ خاطر فرحت منزل

رات کو میٹھی نیند میسر — دن کو باغ کا دلکش منظر
کب ہے خوف خزاں سے ترساں — طبع ہے شاداں قلب ہے فرحاں

بیفکری کا لطف نیا ہے — گوشۂ تنہائی میں مزا ہے
فکر کا غم کا نام نہیں ہے — رنج و الم سے کام نہیں ہے

دنیا کا ہے منظر فانی — ٹھہرے کیوں کر بہتا پانی
آنکھوں پہ کبتک پردۂ غفلت — دیکھ یہ گھر ہے مقام عبرت

کوئی جگہ دیکھی نہیں یکسر گوشۂ تنہائی سے بہتر
یہ ہے رشک صحن گلستاں یا ہے بہار روضۂ رضواں

دیکھیں کب رہبر ہو مقدر دیکھیں کب طالع ہو یاور
عمر دو روزہ چین سے گذرے مرجائیں تو کوئی نہ روئے

تصویر شمس

(مخدومی جناب ابوالشفا حکیم محمد شمس الحسن صاحب رئیس گیا کی تصویر دیکھکر)

کتنی دلچسپ ہے اے شمس یہ تصویر تری چار سو پھیلی ہے آفاق میں تنویر تری
بیزباں پیکر تصویر میں وہ بات کہاں رنگ اخلاق کہاں حسن کمالات کہاں
کلک نقاش نے بمثل یہ کھینچی تصویر حسن صورت میں ہزاروں سے ہے اچھی تصویر
تجھ میں جو بات ہے تصویر میں وہ بات نہیں نام کو قوت اظہار خیالات نہیں
کاش ہوتی تری تصویر میں گویائی بھی لب جاں بخش دکھا دیتی مسیحائی بھی

بارک اللہ ترا مرتبہ وجاہ وجلال چشم بددور ترا دبدبۂ فضل وکمال
علم میں حلم میں اخلاق میں یکتا ہے تو باغ عالم میں شگفتہ گل رعنا ہے تو
ہند میں دھوم مچی ہے تری گویائی کی واہ کیا بات ہے اعجاز مسیحائی کی
تیرے گلہائے مضامیں کی ہے نکہت ہرسو صورت نکہت گل چھائی ہے نکہت ہرسو
نثر رنگیں میں ہے مشہور فصاحت تیری دل کو کرلیتی ہے تسخیر عبارت تیری
نظم میں نثر میں جدت کا نمونہ تو ہے نکتہ داں عاقل و فرزانہ و یکتا تو ہے

ایک دریا ہے طبیعت کی روانی تیری
ہمسری کر نہیں سکتا ہے فغانی تیری
فلسفہ ۔ حکمت و ہیئت کا تو ہی ماہر ہے
نظم اور نثر کے سب قسموں پہ تو قادر ہے

ہدیۂ اوج جو مقبول احبا ہو جائے
گوہر نظم ابھی عقد ثریا ہو جائے

موسم بہار کا آخری گلاب

اے گل شاداب اے سرمایۂ فصل بہار
اے فروغ بوستاں ۔ شمع شبستان چمن
ہے تجھی سے موسم گل کا فقط باقی نشاں
ہے تو ہی زینت دہ بزم عروسان چمن

ہمنشیں ہمدم ترے سب کیوں ہیں کملائے ہوئے
نونہالان چمن کو کھا گئی کس کی نظر
صدمۂ جور خزاں سے کیوں ہیں مرجھائے ہوئے
پتیاں بکھری پڑی ہیں ہائے فرش خاک پر

سوگ میں گلہائے پژمردہ کے کیوں گریاں ہے تو
فرط غم سے ہو رہا ہے آج کیوں چہرہ اداس
درد فرقت کی اذیت سے عبث نالاں ہے تو
ہے مرقع دہر فانی کا تری تصویر یاس

ہے عجب نیرنگیٔ قدرت کا جلوہ آشکار
باغ عالم میں کوئی خنداں ہے گریاں ہے کوئی
شادی و غم دونوں توام ہیں جہاں میں یادگار
رنج سے نالاں کوئی راحت سے شاداں ہے کوئی

اے گل تر ہے تجھے بھی اپنی ہستی کی خبر
دیکھ عبرت سے کہ یہ ہستی تری موہوم ہے
رہ نہیں سکتا کوئی جور خزاں سے بے خطر
ہے فنا سب کو وجود بے بقا معدوم ہے

صحنِ گلشن میں پڑے ہیں تیرے ہمدم ہم جلیس
کیا تقاضائے محبت ہے کہ تو تنہا رہے
جا اُسی عالم میں تو بھی ہیں جہاں تیرے انیس
پھر اندیشہ رہے تجھکو نہ کچھ کھٹکا رہے

لے مٹا دیتا ہوں میں اب ہستیِ فانی تیری
چاک کر دیتا ہوں میں لے تیرے اوراقِ حیات
عالمِ ایجاد میں کب تک گل افشانی تری
چند روزہ صحنِ گلشن میں تھی تیری کائنات

خوابِ غفلت میں پڑے کبتک رہو گے غافلو
لو سبق اس گلشنِ ایجاد کی تصویر سے
فکرِ دنیا کے عوض کچھ فکرِ عقبےٰ بھی کرو
ہیں عبث تم کو امیدیں آسمانِ پیر سے

اے خدائے جز و کل اے خالقِ ہر دو سرا
دشت وحشت میں پھرا کرتا ہے بے یار ندیم
آج محزوں بھی ہے اک گم کردۂ راہِ فنا
تو دکھا رحمت سے اپنی اب صراطِ مستقیم

آرزو

واہ کتنی روح پرور ہے نشاطِ آرزو
واہ کتنی جانفزا ہے انبساطِ آرزو
دلکشا ہے جلوۂ صبحِ بہارِ آرزو
خوش نما ہے صفحۂ نقش و نگارِ آرزو
حسرتیں خوش ہوتی ہیں سُن سُن کے نامِ آرزو
بادۂ عشرت سے ہے لبریز جامِ آرزو
کچھ عجب تاثیر رکھتا ہے خیالِ آرزو
شاہدِ ہر ہفت پیکر ہے جمالِ آرزو
سچ تو یہ ہے مرہمِ زخمِ جگر ہے آرزو
مایۂ عیش و طرب جاں بشر ہے آرزو

دل نہیں ایسا کسی کا آرزو جس میں نہ ہو
گھر نہیں ایسا کہ رونق بخش تو جس میں نہ ہو

کھل نہیں سکتے یہ اسرار حقیقت کیا ہے تو — عالم ایجاد میں اک شاہد رعنا ہے تو
چٹکیاں لیتی ہے عاشق کے دل بیتاب میں — چھیڑتی ہے آکے اکثر مجمع احباب میں
حسن عالم سوز کا جلوہ دکھاتی ہے کبھی — شمع عارض کا تو پروانہ بناتی ہے کبھی
تیرا جلوہ دیکھ کر بیخود ہوں میں اے آرزو — بیخودوں کو ہوش میں آنے نہیں دیتی ہے تو
محفل ہستی میں تیرا دلربا انداز ہے — تو سراپا ناز ہے تو شاہد طناز ہے
یوں تعلق ہے ترا وابستہ ہر انساں کے ساتھ — ربط جیسے عاشق مہجور کو جاناں کے ساتھ

زندگی دو دن کی تیری زندگی کے ساتھ ہے
اوج کی دلبستگی تیری خوشی کے ساتھ ہے

صدمۂ فراق

تپ غم سے آہ تڑپے دل بیقرار کبتک — میں تڑپ تڑپ کے کاٹوں شب انتظار کبتک
جو نہ رکھے داغ دل پر کبھی مرہم تسلی — مجھے ایسے بے وفا کا رہے اعتبار کبتک
مرا حال زار سنکر جسے رحم ہی نہ آئے — رکھے آسرا پھر اس کا دل بیقرار کبتک
تمہیں منصفی سے کہدو شب ہجر کی مصیبت — رہے چارہ ساز کبتک مرے غمگسار کبتک
یہ بتا کہ زخم خوردہ یہ دل و جگر ہوں تا کے — ترے تیر نیمکش کا میں رہوں فگار کبتک
تری بیوفائیوں نے کیا مجھکو زار و مضطر — مرے دل کو دیگا صدمے تو جفا شعار کبتک
کوئی انتہا جفا کی کوئی حد بھی ہے ستم کی — تو ہی کہدے آہ جھیلوں غم انتظار کبتک

وہ ہوں بیقرار و مضطر کہ جیوں تو کل نہ آئے
کروں آرزو اجل کی تو کبھی اجل نہ آئے

داغ جگر

جور گردوں سے نوا سنج فغاں رہتا ہوں ‌ ‌ ‌ ‌ نالہ کش رہتا ہوں اور اشک فشاں رہتا ہوں
روز و شب شُلم و سحر گریہ کناں رہتا ہوں ‌ ‌ ‌ ‌ مضطرب میں صفت برق تپاں رہتا ہوں
ضبط کرتا ہوں مگر ضبط کی ہے تاب کہاں
بیقراری میں سکون دل بیتاب کہاں

کوہ غم ٹوٹ پڑا آج دل مضطر پر ‌ ‌ ‌ ‌ دامن صبر ہوا چاک برنگ گل تر
چشم پرنم سے رواں رہتے ہیں اشک آٹھ پہر ‌ ‌ ‌ ‌ ہوگئی صدمۂ اندوہ سے حالت ابتر
کیا کہوں اپنی زباں سے میں مصیبت اپنی
کوئی پرساں نہیں کس سے کہوں حالت اپنی

درد کا آہ کوئی واقف درماں نہ ملا ‌ ‌ ‌ ‌ مرض غم کے لئے عیسیٔ دوراں نہ ملا
بیکسی میں بھی شریک غم ہجراں نہ ملا ‌ ‌ ‌ ‌ چین دم بھر کیلئے اے دل نالاں نہ ملا
شکوۂ سنج دل بیمار رہا کرتا ہوں
ناتواں رہتا ہوں ناچار رہا کرتا ہوں

کیا خبر تھی کہ فلک مجھ پہ کرے گا بیداد ‌ ‌ ‌ ‌ دم میں ہو جائیگا یوں وقف خزاں نخل مراد
عمر بھر صورت بلبل میں رہونگا ناشاد ‌ ‌ ‌ ‌ دل کو تڑپائیگا ہر دم غم مرگ اولاد
صدمۂ ماتم فرزند اٹھاؤں کیونکر
الم فرقت دلبند اٹھاؤں کیونکر

قلب مضطر کیلئے باعث تسکین تھا وہی ‌ ‌ ‌ ‌ موجب صبر و قرار دل غمگیں تھا وہی
آہ نور نظر چشم جہاں بیں تھا وہی ‌ ‌ ‌ ‌ کیا خبر تھی چمن ہوش کا گلچیں تھا وہی
دل میں ہیں اب وہ امنگیں نہ سرور آنکھوں میں

نہ نگاہوں میں طراوت نہ وہ نور آنکھوں میں

آہ بیچین کئے دیتی ہے صورت اس کی — چٹکیاں لیتی ہے دل میں مرے حسرت اسکی
یاد آجاتی ہے رہ رہ کے شباہت اس کی — پھرتی ہے آنکھوں میں وہ موہنی صورت اسکی

جان لیوا وہ قیامت کی گھڑی تھی یارب
منزل ملک عدم سخت کڑی تھی یارب

راس آئی نہ اسے گلشن دنیا کی ہوا — اس قدر جلد ہوا نور نظر مجھ سے جدا
صرصر موت سے گل ہوگئی وہ شمع ضیا — حجلۂ گور میں ہے آج وہ تنہا سوتا

کیا اسی دن کے لئے جلوہ گری تھی اُس کی
زندگی مثل چراغ سحری تھی اُس کی

اے مرے نور نظر شمع شبستان جمال — اے مرے لخت جگر لالۂ بستان جمال
اے مرے غیرت یوسف مہ کنعان جمال — آہ اک میں ہی نہیں تیرا ثنا خوان جمال

اپنے بیگانے محبت کی نظر رکھتے تھے
ہالۂ شوق میں مانند قمر رکھتے تھے

تو گیا آہ مگر تیری محبت نہ گئی — گوشۂ چشم سے وہ چاند سی صورت نہ گئی
جلوۂ عارض پُر نور کی حسرت نہ گئی — مرنے پر بھی مرے دل سے تری چاہت نہ گئی

مر گیا تو میرے جینے کا سہارا ہو کر
ہائے نظروں سے چھپا آنکھوں کا تارا ہو کر

تو بہت مجھ سے تھا مانوس اسی کا غم ہے — صورت ابر سیہ دیدۂ تر پرنم ہے
حشر برپا ہے مکاں میں کہ بپا ماتم ہے — صدمۂ ہجر وغم و رنج والم پیہم ہے

آہ تو جام فنا پیتے ہی مدہوش ہوا
تیرا دیدار مجھے خواب فراموش ہوا

سوز غم اے دل بیتاب کہانتک کبتک
نوحۂ عالم اسباب کہانتک کبتک
جوشش دیدۂ پُرآب کہانتک کبتک
مضطرب صورت سیماب کہانتک کبتک
التجا حق سے یہ ہے اجر عظیم اس کا ملے
او ج محزوں کا صلہ خلد نعیم اس کا ملے

یاد قمر

محبّ دیرینہ جناب حکیم محمد شمس الحسن صاحب کے نور نظر محمد قمر الحسن کی وفات حسرت آیات پر
جذبات قلبی کا اظہار

اے انقلاب گلشن دنیا ہزار حیف
وقف خزاں ہے نخل تمنا ہزار حیف
مرجھا گیا ہے ہر گل رعنا ہزار حیف
بدلا ہوا ہے دہر کا نقشا ہزار حیف
بے اعتبار زندگی مستعار ہے
کیا بے ثبات یہ چمن روزگار ہے
شام و سحر زوال پہ یہ کائنات ہے
دن وصل کا کبھی کبھی فرقت کی رات ہے
خاموش بزم دہر میں شمع حیات ہے
ہر لب پہ ذی حیات کے ذکر ممات ہے
دار فنا میں درس فنا کا سبق ملا
خوان اجل سے توشۂ رنج و قلق ملا
بیچین دل ہے صورت سیماب آجکل
مضطر ہے شکل ماہی بے آب آجکل
مرگ پسر سے چشم ہے پرآب آجکل
نالاں ہے شمس کا دل بیتاب آجکل
تاثیر درد و غم سے کلیجہ نڈھال ہے
مشق جفائے چرخ سے دل پائمال ہے
دیکھے کوئی نہ آنکھوں سے نور نظر کا داغ
ہو قلب میں کسی کے نہ لخت جگر کا داغ

یارب نہ ہو نصیب کسی کو بشر کا داغ
کوئی پدر اُٹھائے نہ پیارے پسر کا داغ

تڑپا رہی ہے شمس کو قمر الحسن کی یاد
پژمردہ دل کو رکھتی ہے غنچہ دہن کی یاد

باغ جناں میں وہ گل رعنا نہیں رہا
سرسبز آہ نخل تمنا نہیں رہا
وہ مہ جبین و آئینہ سیما نہیں رہا
صد حیف پر تو رخ زیبا نہیں رہا

عالم کا رنگ ڈھنگ نرالا ہے طور ہے
پل بھر میں شکل اور ہے نقاشی اور ہے

اے اوج تم کو اپنی خبر بھی ہے یا نہیں
سامان غم کا دل پہ اثر بھی ہے یا نہیں
قابو میں آہ قلب و جگر بھی ہے یا نہیں
ہستی میں کچھ عدم پہ نظر بھی ہے یا نہیں

چھوٹے بڑے سبھی ہیں گذرنے کے واسطے
پیدا ہوئے ہیں خلق میں مرنے کے واسطے

ماتم شبلی رح

انقلاب چمن دہر کا عالم ہے وہی
سوزش قلب سے پیدا تپش غم ہے وہی
رات دن مشغلۂ نالۂ پیہم ہے وہی
اشکباری تری اے دیدۂ پُرنم ہے وہی

ماجرا کس سے کہوں ہمدم و غمخوار ہے کون
مونس حسرت و ہمدرد دل زار ہے کون

غم کی اس گلشن ہستی میں گھٹا چھائی ہے
لیکے پیغام قضا باد خزاں آئی ہے
ہر کلی دامن امید میں مرجھائی ہے
کھینچکر عمر دوروزہ یہاں کیوں لائی ہے

کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے یہ راز ہستی
نوحۂ غم سے ہم آہنگ ہے سازِ ہستی

مذاہب اسلام مسلمانوں کے کل فرقوں کے تاریخی حالات و اعتقادات بڑی تحقیق و تدقیق سے مولوی محمد نجم الغنی صاحب رامپوری کی مصنف کتب متعددہ نے قلمبند کئے ہیں یہاں تک کہ ابتدا سے لیکر مرزائی نیچری و رمہدی سوڈانی کے عقائد تک معہ حالات تاریخ وار لکھدئے ہیں طبع ثالث میں دوچند سے بھی بڑھگیا ہے حجم ۸۲۵ صفحے۔ قیمت صرف .. (للعہ/)

عربی بولچال جس میں ہندیوں کو زمانہ حال کی عربی زبان سیکھنے اور عربی بولنے کا ایق بنایا گیا ہے ابتدا میں دو ہزار الفاظ عربی معہ معانی اردو ہر قسم کی گفتگو کیلئے پھر چار ہزار فقرات اور محاورات آجکل کے مصر کے اور شام کے اور عرب کے روزمرہ کے معہ اردو ترجمہ آخر میں پرائیویٹ اور دفاتر کی خط وکتابت اور رکعات کے نمونے درج ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ر

علم الکلام اس نادر کتاب میں حضرت حجۃ الاسلام ابو حامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی علم کلام کی مشہور کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد کا نہایت موزوں پیرایہ میں مترجم نے بے حد جانفشانی سے ترجمہ کیا ہے یہ کتاب درحقیقت قابل دید ہے حجم کتاب ۲۰۸ صفحے قیمت عہ/

آئینہ خودشناسی تصوف کی بے نظیر اور لاجواب کتاب ہے خدا شناسی وخدارسی کا رہبر۔ قیمت صرف ۶ر

مجموعہ خطب ابن نباتہ یہ خطبات معہ اردو ترجمہ منظوم نہایت محنت سے تیار کرائے گئے ہیں۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ بیت المقدس اور دیگر ممالک اسلامی میں بھی خطبے رائج ہیں۔ قیمت صرف .. ۱۲ر

گھڑی کے لاکٹ قرآن مجید نہایت خوبصورت مجلد وزنی چھ ماشہ معہ خوردبین شیشہ نہایت خوبصورت لاکٹ میں بند گھڑی کے ہمراہ لٹکا دیجئے جب دل چاہے تلاوت کر لیجئے ہدیہ علاوہ محصول معہ شیشہ وغیرہ مکمل عہر

ملنے کا پتہ: مینیجر دفتر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

تیرھویں صدی ہجری کے مجدّد

جو اتباع سنت حضرت سرورِ کائنات محض اُمی تھے لیکن جن کو جناب رسول مقبول صلعم کی جسمی زیارت نصیب ہوئی جن کو غیب سے خوان نعمت ملا کرتے جن کی سواری کے جانور حرام غذا نہ کھاتے تھے جب وہ نواب امیر خاں والئے ٹونک کی فوج میں بطور سپاہی کام کرتے تو انگریزی سپہ سالار فوج آپ کے ہمراہ دشمن کے دستہ میں آگیا اور جنگ سے تائب ہوا جن کے دشمن آپ کو قتل کرنے آتے تو مرید دست بیعت ہو جاتے جن کے خدام کو ہمیشہ غیب سے خرچ ملتا جنکی دعا سے شیعہ عالم رویا میں خود حضرت سرورِ کائنات روحی فداہ سے نصیحت پاکر رافض سے تائب ہوا جنکی دعا سے بیوائیں ہیشا اور کسبیاں تائب ہوکر نیکوکار ہوگئیں جو حج پر گئے تو راستے میں انگریزوں نے انکو دعوت دی جنکی مخالفت سے بڑے بڑے ہشیار مجنون ہو گئے جن کے ہاتھ پر ایک مالدار ہندو سیٹھ سچا خواب دیکھکر مسلمان ہوا جن کے قافلے کو غیبی اونٹوں نے عدن پہنچایا۔ غرض جن کی کرامت کا سلسلہ ایک بحر ناپیدا کنار تھا اس بزرگ کے حالات و کرامات کے لئے آپ پونے تین سو صفحہ کی کتاب سوانح احمدی یعنے حالات سیّد احمد صاحب بریلوی منگا کر ملاحظہ فرماویں۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلی

یعنے حضرت خواجہ غریب النواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں بہترین کتاب۔ قیمت صرف پانچ آنے .. .. .. (۵؍)

حالات حضرت مولٰنا روم

حضرت مولٰنا روم مصنف مثنوی شریف کے حالات و کرامات میں یہ کتاب منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر کشمیری میگزین کی تصنیف حال ہی میں طبع ہوئی ہے بڑی دلچسپ اور قابل دید ہے قیمت ۲؍

ملنے کا پتہ: مینیجر دفتر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مذاق العارفین اردو ترجمہ احیاء العلوم الدین

معنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے عاشقان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خاص بندگان خدا کے لئے یہ ایک غیر مترقبہ نعمت ہے، احیاء العلوم الدین ایک مشہور کتاب ہے خصوصاً پابندگان شریعت اسلام کے لئے اور عموماً صوفیہ کرام کے لئے تصوف کی یہ کتاب لاجواب ہے۔ قیمت صرف لعہ

حیاتِ داغ ملک الشعراء جہان اُستاد مرزا داغ دہلوی کے حالات باتصویر نہایت عمدہ کاغذ ڈمی کاغذ پر۔ قیمت صرف چھ آنے (۶ر)

حیاتِ حالی شمس العلماء مولانا مولوی الطاف حسین صاحب حالی کے باتصویر حالات زندگی نہایت اعلےٰ درجہ کے چکنے سفید کاغذ پر قیمت ۶ر

الوارث حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب کے حالات جن کے ساتھ چار فوٹو کی تصاویر بھی ہیں۔ قیمت صرف بارہ آنے (۱۲ر)

برزخ مؤلفہ حضرت سید محمد شاہ صاحب عرف ذوقی شاہ صاحب بی۔اے سابق ایڈیٹر اَبزرور جنھوں نے اب دنیا کے تمام تعلقات چھوڑ کر فقیری بانا اختیار کر لیا ہے یہ کتاب حلقۃ المشائخ دہلی کے ایما پر لکھی گئی ہے کتاب کے شروع میں سیدی ومولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا ایک دلچسپ دیباچہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ چھ آنہ (عہ)

شمس تبریز مولانا روم علیہ الرحمۃ کے مرشد خواجہ شمس الدین تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں یہ کتاب اعلےٰ درجہ کی تصنیف ہے۔ قیمت صرف ۶ر

میلاد النبی سرور کائنات فخر موجودات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی۔ قیمت صرف ۱۲ر

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر دفتر صوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات